نگہت عبداللہ

اے دوست ترے غم میرے

"میں نے تمہارے لیے کمرہ سیٹ کیا ہے۔ اب پتا نہیں تمہیں پسند آتا ہے کہ نہیں۔ خیر ابھی تو رات زیادہ ہو گئی ہے اور تم تھک بھی گئی ہوگی۔ آرام کرو پھر صبح دیکھ لینا۔ تمہیں جو کمرہ سوٹ کرے وہیں اپنی کر لینا۔"

بی بی کمرے میں نظریں دوڑاتے ہوئے بول رہی تھیں پھر اس کی خاموشی محسوس کر کے خود بھی خاموش ہو گئیں تو وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی بیڈ کے کنارے آن بیٹھی اور اپنے پیروں سے سینڈل نکالنے لگی۔

جب سیدھی ہوئی تب بی بی نے پوچھا۔

"کھانا کھاؤ گی؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تو بی بی ایک دم آبدیدہ ہو گئیں اور قریب بیٹھ کر اسے گلے لگا کر رونے لگیں۔ اس کی خشک آنکھوں میں بھی سیلاب اتر آیا تھا جس پر بند باندھنے کی اس نے کوئی کوشش نہیں کی۔

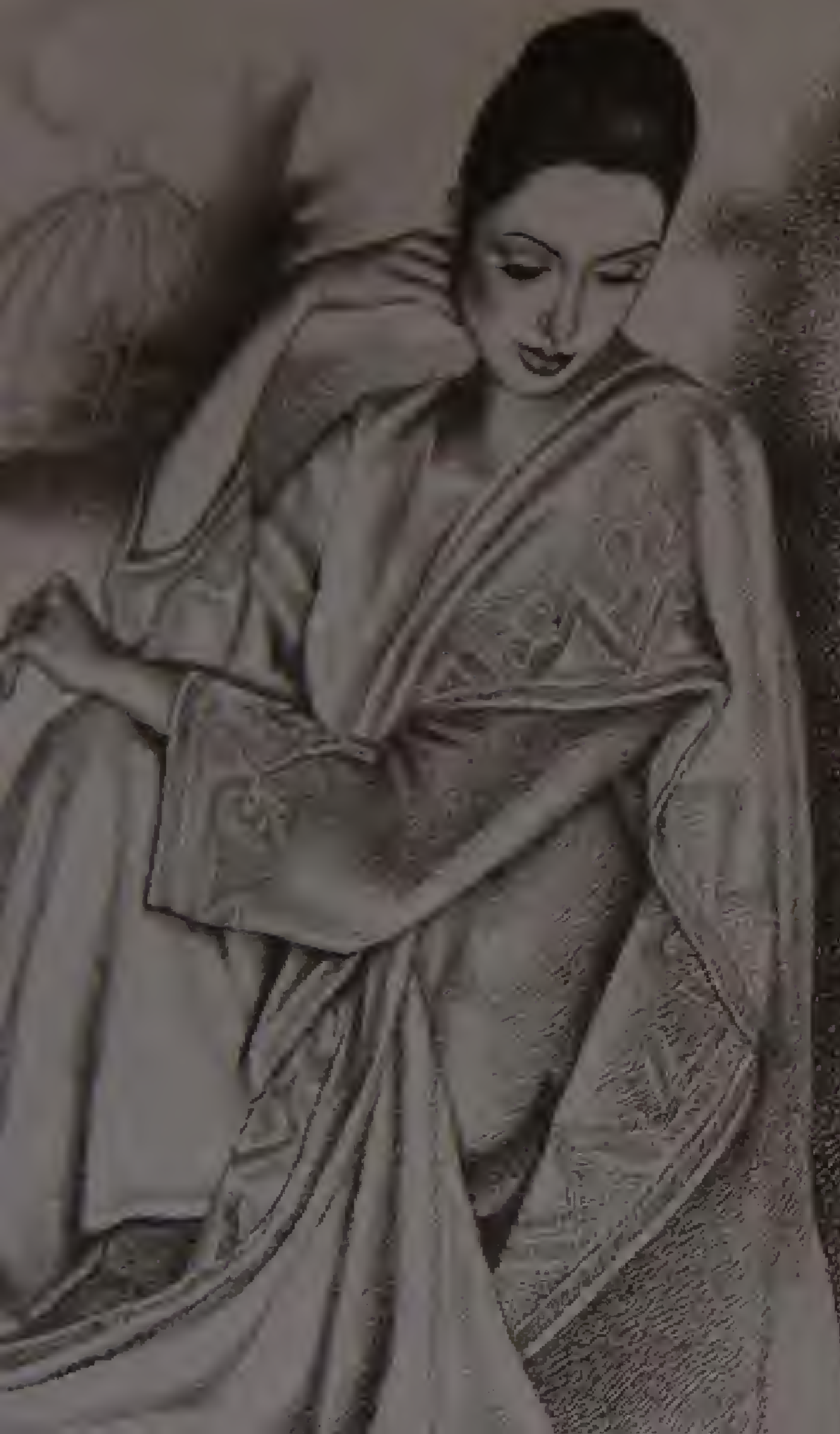
"اللہ کی مرضی بیٹا! اس کے سامنے ہم بس ہیں۔ روؤ مت مرنے والوں کو تکلی ہے۔"

بی بی رونا بھول اسے تسلیاں دینے لگی تھ

"یہ تمہارا اپنا گھر ہے، یوں بھی تمہیں یہ کیا خبر تھی قسمت میں اس طرح آنا لکھا کچھ دن پہلے تمہارے باپ کا فون آیا تھا اپنی امانت لے جاؤ' میں نے ساری تیا ہے۔"

وہ اور شدت سے رونے لگی۔

"نہ بیٹی! روؤ نہیں۔ اللہ کو یہی منظور کر۔ منہ ہاتھ دھوؤ میں تمہارے لیے کچھ ہوں۔"





"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی۔

"ایک گلاس دودھ ہی پی لو۔"

"بل نہیں چاہ رہا۔" وہ عاجزی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تو بی بی پوچھنے لگیں۔

"اکیلی سو جاؤ گی ڈرو گی تو نہیں۔"

"بی بی! میں پہلی بار تو یہاں نہیں آئی۔" اس نے

بی بی اٹھتے ہوئے بولیں۔

"بل اور اب یہی تمہارا گھر ہے۔ میں صبح ہمایوں کو فون کروں گی۔ پوچھوں وہ آنے کا کیا چاہتا ہے۔"

"بہت رات ہوگئی ہے بی بی! آپ سو جائیں میں بھی سو رہی ہوں گی۔"

اس نے ہمایوں کے ذکر سے کترا کر کہا "پھر بی بی کے جاتے ہی دروازہ بند کرکے لیٹ گئی تو اب تھکن کا احساس غالب آگیا تھا۔ شدتِ گریہ سے آنکھوں میں الگ جلن ہو رہی تھی لیکن اب اس میں اٹھ کر منہ دھونے کی ہمت نہیں تھی بس سوچ کر رہ گئی پھر تکیہ کھینچ کر منہ پر رکھ لیا اور اپنے گزرے کل کو سوچتے سوچتے سو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی، اس لیے ساری محبتیں اسی کے حصے میں آئی تھیں۔ مزید گھر میں خوشحالی بھی تھی یعنی ابو ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جنرل مینجر کی پوسٹ پر تھے۔ جب ہی اس کی بہترین تعلیم و تربیت کے ساتھ ہر خواہش بھی پوری ہوتی رہی تھی۔ اس کے باوجود اس کی شخصیت میں ایک توازن تھا۔ وہ کبھی کسی بات میں حد سے نہیں بڑھتی تھی، نہ ہی ہر شے کی فراوانی نے اسے مغرور بنایا تھا۔ اس کے برعکس وہ نرم دل کی ہر ایک کا احساس کرنے والی لڑکی تھی۔ وہ پیدا ایمیں کراچی میں ہوئی تھی۔ اس وقت ایک ہی گھر میں سب ساتھ رہتے تھے یعنی دادا، دادی، تایا ابو کی فیملی اور اس کے امی ابو۔

پھر وہ تقریباً دس بارہ سال کی تھی جب ابو ٹرانسفر ہو کر اسلام آباد آگئے تو پھر وہیں سیٹل ہوگئے تھے لیکن کراچی سے ناتا نہیں ٹوٹا تھا جب تک دادا دادی زندہ رہے ہر تہوار پر ابو امی اور اسے لے کر ان ہی کے پاس آتے تھے پھر ان کے بعد وہ امی کے ساتھ چھٹیوں میں آتی تھی کیونکہ اس کا ننھیال بھی یہیں تھا لیکن اس کا وہاں زیادہ دل نہیں لگتا تھا۔ وہ زیادہ تر تایا جی کے گھر میں ہی رہتی تھی۔

تایا جی کی چار اولادیں تھیں سب سے بڑی سیما آپی جن کے بعد ہمایوں پھر شہروز اور آخر میں ہما جو اس سے دو سال چھوٹی تھی جب کہ شہروز اس سے دو سال بڑا تھا اور اس کی دوستی ان ہی دونوں سے تھی۔ اس لیے وہ جب بھی امی کے ساتھ کراچی آتی تو اس کا زیادہ وقت ان دونوں کے ساتھ گزرتا تھا۔ بہت کم وقت ننھیال میں رہتی تھی گو کہ وہاں بھی اس کے ماموں زاد خالہ زاد کزنز موجود تھے اور سب اس سے بہت محبت کرتے تھے ان کی محبت کا احساس کرکے ہی وہ کچھ دن ان کے ساتھ رہ لیتی تھی ورنہ اس کا اپنا دل نہیں چاہتا تھا۔

بہرحال زندگی کے وہ دن بہت اچھے گزر رہے تھے۔ جب کوئی فکر نہیں تھی اور یوں لگتا تھا جیسے زندگی یونہی آرام سے گزر جائے گی لیکن ایک دن امی اچانک داغِ مفارقت دے گئیں تو اس عظیم سانحے نے حقیقتاً اس کی ہستی کو ہلا ڈالا تھا۔ دنوں اسے اپنا ہوش نہیں رہا تھا۔ جہاں بیٹھتی بس بیٹھی رہ جاتی اور ابو خود ایک اچھی رفیقِ سفر سے محروم ہو کر ٹوٹ گئے تھے۔ لیکن اس کی خاطر انہوں نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا۔ اس وقت وہ انٹر کر چکی تھی۔ ابو نے بہت چاہا کہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھے لیکن اس کا دل ہر شے سے اچاٹ ہوگیا تھا۔ کوئی بہن بھائی بھی تو نہیں تھا ابو آفس جاتے تو دھیان اس کی طرف رہتا۔ آخر انہوں نے اسے کراچی بھیج دیا تھا۔ جہاں ہما اور شہروز کے ساتھ وہ کچھ بہل گئی تھی۔

ہمایوں بہت نرمی سے' بہت طویل لیکچر دے کر جہاں اسے زندگی کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے' وہیں اس کی زندگی پر چھا بھی گئے تھے۔ گو کہ ان دنوں وہ اپنے لیے باہر جانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے بہت وقت دیا تھا اور یہ ان ہی کے سمجھانے کا نتیجہ تھا کہ وہ واپس ابو کے پاس آئی تو نہ صرف کالج میں داخلہ لیا بلکہ گھر داری کے ساتھ ابو کا خیال بھی رکھنے لگی۔

پھر جب ہمایوں باہر جانے لگے تب تایا جی پوری فیملی کے ساتھ اسلام آباد آئے تھے اور اس وقت انہوں نے اسے ہمایوں کے لیے ابو سے مانگ کر باقاعدہ ان کے نام کی انگوٹھی بھی پہنادی تھی۔

اس کی زندگی کا خوبصورت موڑ تھا جس پر وہ بہت خوش تھی۔ اور اس سے زیادہ شہروز اور ہما خوش تھے کہ وہ ہمیشہ کے لیے ان کے گھر آجائے گی۔ اس کے لیے یہ تصور حسین تو تھا لیکن اس کے ساتھ یہ خیال بھی تھا کہ ابو اکیلے کیسے رہیں گے۔ وہ اس نہج پر اکثر سوچتی اور پریشان ہو جاتی تھی۔ اور ابو نے شاید اس کی پریشانی بھانپ لی تھی جو اس سے پہلے ہی رخت سفر باندھ لیا۔

دو سال پہلے جس طرح امی اچانک گئی تھیں اسی طرح وہ بھی اچانک چلے گئے تھے اور اس وقت کی فلائیٹ سے صرف تایا جی ہی اس کے پاس پہنچ سکے تھے اور آج تیسرے دن اسے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

شاید گھر والوں کو انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی جب ہی ہما اور شہروز سو رہے تھے ورنہ خواہ کتنی رات ہو جاتی' وہ ضرور اس کے انتظار میں جاگ رہے ہوتے۔ تائی جی کو بھی غالباً" تایا جی نے ہی اٹھایا تھا۔ جنہوں نے زیادہ رات بیت جانے کے باعث ہی اسے سونے کی تاکید کی تھی۔ اور وہ گزشتہ تین دنوں میں یوں سوئی تھی کہ ادھر آنکھ لگتی ادھر چونک کر اٹھ جاتی۔ شاید تنہائی کا خوف بھی تھا جو اب اپنوں میں آکر کسی حد تک زائل ہو گیا تھا' جب ہی وہ سو بھی گئی تھی۔

صبح شاید کسی نے اسے نہیں اٹھایا تھا اور خود سے جب اس کی آنکھ کھلی تو دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔ لیکن کھڑکیوں پر پردے ہونے کے باعث اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔ البتہ یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ طویل نیند کے بعد بیدار ہوئی ہے کیونکہ تنے ہوئے اعصاب اور خصوصاً" ذہن پر سکون تھا۔ آنکھوں میں جلن بھی نہیں تھی۔

اس نے منہ ہاتھ دھو کر بالوں میں برش کیا پھر کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے لاؤنج میں ہما اور شہروز جیسے اسی انتظار میں بیٹھے تھے' ہما تو بھاگ کر آئی اور اس سے لپٹ گئی جب کہ شہروز بھی آیا تو تیزی سے تھا لیکن پھر کچھ فاصلے پر رک کر دونوں کے رونے دھونے سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ آخر ہما کو کھینچ کر ڈانٹنے لگا۔

"کیا پاگل پن ہے۔ بجائے اسے تسلی دینے کے خود بھی ساتھ شروع ہو گئیں۔"

"وہ چچا جان۔۔۔" ہما ہچکیوں کے درمیان منمنائی۔

"ہاں کیا چچا جان! اللہ تعالیٰ کے پاس ہی گئے ہیں' کوئی دور تو نہیں گئے۔" وہ ہما کو ڈانٹ کر پھر اس سے مخاطب ہوا۔

"بری بات' اچھے بچے روتے نہیں ہیں۔ اللہ کی مرضی' ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ویسے وہ اپنے اچھے بندوں کو آزماتا ہے۔ وہ تم نے سنا نہیں۔ اقبال نے کیا کہا ہے۔ برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر' تم پکی مسلمان ہو۔"

وہ جو ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑ رہی تھی۔ ہاتھ نیچے گرا کر اسے دیکھنے لگی لیکن وہ بڑی معصوم شکل بنائے کھڑا تھا۔ اس کے دیکھنے پر اس معصومیت سے گویا ہوا۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

اس نے ہما کو دیکھا تو وہ بمشکل مسکراہٹ چھپا کر

MAR 10 2008

"میں تم سے بات نہیں کر رہی۔"

"پھر کس سے کرو گی' ہمایوں بھائی کو بلاؤں۔ ارے ہاں صبح ان کا فون آیا تھا۔ بتائیں ناں بی بی! کیا کہہ رہے تھے بھائی۔"

"تم جاؤ یہاں سے۔" بی بی نے قدرے غصے سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جا رہی ہوں۔"

"ارے نہیں بیٹا! تم بیٹھو میرے پاس۔" بی بی نے بہت محبت سے اسے دوبارہ پاس بٹھایا تو وہ شاکی ہو کر بولا۔

"واہ بی بی! کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے۔"

"یا اللہ!" وہ بے ساختہ ہنسی تھی' تب ہی ہما چائے لے کر آگئی اور اسے ہنستے دیکھ کر بولی۔

"شکر' موسم خوشگوار ہوا۔"

"اس کا کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔" وہ اترا کر بولا۔

"میں تو جب مانوں گی جب ادھر کا موسم بدل کر دکھائیں گے۔" ہما نے منہ بنا کر کہا تو وہ آہ بھر کر بولا۔

مل ہی جائے گی کبھی منزل لیلیٰ اقبال
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

"کون۔۔۔؟" اس نے ہما کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے اشارے سے پوچھا تو جواباً ہما نے مسکراتے ہوئے یوں سر ہلایا جیسے بتاؤں گی۔

"یہ کیا اشارے بازی ہو رہی ہے۔" وہ باری باری دونوں کو دیکھنے لگا۔ تو وہ انجان سی بن کر چائے پینے میں لگ گئی لیکن وہ سمجھ گیا تھا جب ہی ہما کو ٹوکتے ہوئے بولا۔

"تم سے کوئی بات ہضم نہیں ہوتی۔ خبردار جو کچھ بتایا تو۔"

"کیا۔۔۔ کیا بتایا تو۔۔۔؟" بی بی نے پوچھا تو وہ کچھ نہیں کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"چلو ثوبیہ! لان میں چلتے ہیں۔ یہاں گھٹن ہو رہی ہے۔"

[illegible] ٹوکنے سے پہلے ہی [illegible] کر اٹھ کھڑی ہوئی تو اس نے جلدی سے چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ خالی کیا پھر اس کے ساتھ باہر [illegible] آئی۔

جاتی سردیوں کی قدرے خنک سی شام تھی [illegible] کہا بھی کہ وہ ہلکا سویٹر یا شال لے لے لیکن وہ [illegible] آباد کی شدید سردی میں سے آئی تھی۔ اس لیے [illegible] یہ ہلکا موسم اچھا لگ رہا تھا۔ شام ڈوبنے تک وہ [illegible] ساتھ لان میں ٹہلتی اور ابو کی باتیں کرتی رہی۔

"ہم سوچتے کیا ہیں اور ہوتا کیا ہے۔ مجھے کتنے [illegible] سے یہ سوچ پریشان کر رہی تھی کہ میری شادی کے [illegible] ابو اکیلے ہو جائیں گے لیکن وہ مجھے اکیلا کر گئے۔" [illegible] بہت آزردہ ہو رہی تھی۔

"نہیں' تم اکیلی نہیں ہو۔" ہما نے اس کا ہاتھ [illegible] ہاتھوں میں لے کر دبایا تو وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی پھر کہنے لگی۔

"ابو کو امی سے بہت محبت تھی۔ ان کے بغیر وہ [illegible] پتا نہیں کیسے رہ گئے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا تھا جیسے [illegible] باقاعدہ امی کے پاس جانے کی تیاری کر رہے ہوں۔ [illegible] اس وقت ڈر جاتی تھی اور انہیں آفس جانے سے بھی روک دیتی تھی۔ ابھی کچھ دن پہلے بیٹھے بیٹھے اچانک کہنے لگے۔ پتا نہیں ہمایوں کب آئے گا۔ میں [illegible] انتظار تو نہیں کر سکتا۔ میں نے چونک کر دیکھا تو [illegible] بدل گئے تھے۔"

"صبح ہمایوں بھائی کا فون آیا تھا۔ بہت افسوس کر رہے تھے اور رات میں پھر فون کرنے کا کہا ہے [illegible] سے بات کرنے کے لیے۔" ہما نے بتایا تو وہ چپ [illegible] ہو گئی۔

"چلو' مغرب کا وقت ہو رہا ہے' بی بی ناراض ہوں [illegible] ہیں۔" ہما نے اندر چلنے کو کہا تو وہ گہری سانس کے ساتھ بولی۔

"ابو بھی اس وقت لان میں جانے سے منع کرتے تھے۔"

"ہو گی کوئی بات' ویسے مجھے ڈر بھی لگتا ہے۔" [illegible] نے کہا تو وہ آسمان دیکھ کر بولی۔

"میں ڈرتی تو نہیں لیکن عجیب سی اداسی محسوس ہوتی ہے۔ پھر دیکھو آسمان کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔"

"میں نہیں دیکھ رہی۔" ہما بھاگ کر اندر چلی گئی تو وہ اس کے ڈرنے پر ذرا سا ہنسی پھر اداسیوں کو الوداع کہتی ہوئی اندر آئی تو شہوز نظر آیا۔ وہ فون پر جانے کس سے کہہ رہا تھا۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے

وہ وہیں کھڑی ہو گئی اور جب شہوز فون رکھ کر اس کی طرف پلٹا تو بڑے آرام سے پوچھنے لگی۔

"کس سے بات کر رہے تھے؟"

"ارے یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری۔" وہ آہ بھر کر بولا اور صوفے پہ ڈھے گیا تو وہ دوسری طرف سے آکر اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"سیدھی طرح بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں؟"

"کس سے بات کر رہے تھے؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تو وہ پھر اسی انداز میں بولا۔

"ہے ایک نادان انجان جو یہ بات ہونے نہیں دے رہی۔"

"کیوں۔ کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ؟" اس نے پوچھا تو وہ قدرے تیز ہو کر بولا۔

"بتایا ناں' نادان ہے۔ محبت اور فریب میں فرق نہیں سمجھتی۔"

"دودھ پیتی بچی ہے کیا؟" اس نے بظاہر معصومیت سے پوچھا اور اس کے گھورنے پر سٹپٹا کر بولی۔

"میرا مطلب ہے' محبت کون کر رہا ہے اس سے اور فریب کون دے رہا ہے۔"

"محبت میں کرتا ہوں اور فریب اس کا کزن دے رہا ہے۔" اس نے اپنی محبت پُرجوش اور کزن کے فریب پر تاسف کا اظہار کیا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ اس کا کزن فریب دے رہا ہے۔" اس نے مزید جرح کی تو وہ بھی مزید جوش سے بولا۔

"میں جانتا ہوں اسے [illegible] کے ساتھ [illegible] آتا ہے۔"

"تو تم بتا دو اسے [illegible] دکھاؤ [illegible] شیشہ [illegible] دعا ہی سے تنی میں [illegible]"

"نہیں۔ اس طرح [illegible] اسے کزن سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"گھٹیا کوشش کیوں' جو حقیقت ہے [illegible] گے۔"

"نہیں۔ یہ حقیقت ایک دن خود اس کے سامنے آئے گی تب اسے میری محبت کا احساس ہو گا۔" وہ اس دن کے تصور میں کھو گیا تھا۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے پکار کر بولی۔

"سنو تم نے اس کا نام تو بتایا نہیں۔"

اور وہ ویسے ہی کھوئے ہوئے انداز میں گویا ہوا۔

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں

"شمع!" وہ بے ساختہ چیخی تھی۔

"کہاں ہے؟" وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا پھر احساس ہونے پر اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تو وہ اندر ہی اندر خائف ہو کر پوچھنے لگی۔

"شمع۔ وہی تمہاری خالہ کی بیٹی ہے نا۔"

"ہاں' لیکن خبردار جو اسمارٹ بننے کی کوشش کی۔" اس نے اعتراف کے ساتھ وارننگ دی تو وہ کندھے اچکا کر بولی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے۔ تمہیں اگر ہیرو بننے کا شوق ہے ضرور بنو۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔"

"ہاں۔ بس دعائیں کافی ہیں۔ اگر کبھی غلطی سے بھی اسے بتانے کی کوشش کی کہ میں اس کے عشق کی انتہا چاہتا ہوں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ سمجھیں۔"

"بہت اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ نادان وہ نہیں تم

"میں تم سے بات نہیں کررہی۔"
"پھر کس سے کرو گی؟ ہمایوں بھائی کو بلاؤں۔ ارے ہاں صبح ان کا فون آیا تھا۔ بتائیں ناں بی بی! کیا کہہ رہے تھے بھائی۔"
"تم جاؤ یہاں سے۔" بی بی نے قدرے غصے سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
"میں جا رہی ہوں۔"
"ارے نہیں بیٹا! تم بیٹھو میرے پاس۔" بی بی نے بہت محبت سے اسے دوبارہ پاس بٹھایا تو وہ شاکی ہو کر بولا۔
"واہ بی بی! ابھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے۔"
"یا اللہ!" وہ بے ساختہ ہنسی تھی، تب ہی ہما چائے لے کر آ گئی اور اسے ہنستے دیکھ کر بولی۔
"شکر، موسم خوشگوار ہوا۔"
"اس کا کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔" وہ اترا کر بولا۔
"میں تو جب مانوں گی جب ادھر کا موسم بدل کر دکھائیں گے۔" ہما نے منہ بنا کر کہا تو وہ آہ بھر کر بولا۔

مل ہی جائے گی کبھی منزل لیلیٰ اقبال
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

"کون۔۔۔؟" اس نے ہما کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے اشارے سے پوچھا تو جواباً ہما نے مسکراتے ہوئے یوں سر ہلایا جیسے بتاؤں گی۔
"یہ کیا اشارے بازی ہو رہی ہے۔" وہ باری باری دونوں کو دیکھنے لگا۔ تو وہ انجان سی بن کر چائے پینے میں لگ گئی لیکن وہ سمجھ گیا تھا جب ہی ہما کو ٹوکتے ہوئے بولا۔
"تم سے کوئی بات ہضم نہیں ہوتی۔ خبردار جو کچھ بتایا تو۔"
"کیا۔۔۔ کیا بتایا تو۔۔۔؟" بی بی نے پوچھا تو وہ کچھ نہیں کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔
"چلو ثوبیہ! لان میں چلتے ہیں۔ یہاں گھٹن ہو رہی ہے۔"
ہما [illegible] سے [illegible] بات MAR 12 2008

کھڑی ہوئی تو اس نے جلدی سے چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ خالی کیا پھر اس کے ساتھ باہر آ گئی۔
جاتی سردیوں کی قدرے خنک سی شام تھی۔ ہما نے کہا بھی کہ وہ ہلکا سوئیٹر یا شال لے لے لیکن وہ اسلام آباد کی شدید سردی میں سے آئی تھی۔ اس لیے اسے یہ ہلکا موسم اچھا لگ رہا تھا۔ شام ڈوبنے تک وہ ہما کے ساتھ لان میں ٹہلتی اور ابو کی باتیں کرتی رہی۔
"ہم سوچتے کیا ہیں اور ہو کیا جاتا ہے۔ مجھے کتنے دنوں سے یہ سوچ پریشان کر رہی تھی کہ میری شادی کے بعد ابو اکیلے ہو جائیں گے لیکن وہ مجھے اکیلا کر گئے۔" وہ بہت آزردہ ہو رہی تھی۔
"نہیں، تم اکیلی نہیں ہو۔" ہما نے اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے کر دبایا تو وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی پھر کہنے لگی۔
"ابو کو امی سے بہت محبت تھی۔ ان کے بغیر وہ [illegible] پتا نہیں کیسے رہ گئے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا تھا جیسے باقاعدہ امی کے پاس جانے کی تیاری کر رہے ہوں۔ میں اس وقت ڈر جاتی تھی اور انہیں آفس جانے سے [illegible] روک دیتی تھی۔ ابھی کچھ دن پہلے بیٹھے بیٹھے اچانک کہنے لگے۔ پتا نہیں ہمایوں کب آئے گا۔ میں [illegible] انتظار تو نہیں کر سکتا۔ میں نے چونک کر دیکھا تو [illegible] بدل گئے تھے۔"
"صبح ہمایوں بھائی کا فون آیا تھا۔ بہت افسوس کر رہے تھے اور رات میں پھر فون کرنے کا کہا ہے [illegible] سے بات کرنے کے لیے۔" ہما نے بتایا تو وہ چپ [illegible] ہو گئی۔
"چلو، مغرب کا وقت ہو رہا ہے، بی بی ناراض ہوں [illegible] ہیں۔" ہما نے اندر چلنے کو کہا تو وہ گہری سانس کے ساتھ بولی۔
"ابو بھی اس وقت لان میں جانے سے منع کرتے تھے۔"
"ہو گی کوئی بات، ویسے مجھے ڈر بھی لگتا ہے۔" [illegible] نے کہا تو وہ آسمان دیکھ کر بولی۔

"میں ڈرتی تو نہیں لیکن عجیب سی اداسی محسوس ہوتی ہے۔ پھر آسمان کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔"
"میں نہیں دیکھ رہی۔" ہما بھاگ کر اندر چلی گئی تو وہ اس کے ڈرنے پر ذرا سا ہنسی پھر اداسیوں کو الوداع کہتی ہوئی اندر آئی تو شہروز نظر آیا۔ وہ فون پر جانے کس سے کہہ رہا تھا۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے

وہ وہیں کھڑی ہو گئی اور جب شہروز فون رکھ کر اس کی طرف پلٹا تو بڑے آرام سے پوچھنے لگی۔
"کس سے بات کر رہے تھے؟"
"ارے یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری۔" وہ آہ بھر کر بولا اور صوفے پر ڈھے گیا تو وہ دوسری طرف سے آ کر اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔
"سیدھی طرح بتاؤ۔"
"کیا بتاؤں؟"
"کس سے بات کر رہے تھے؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تو وہ پھر اسی انداز میں بولا۔
"ہے ایک نادان انجان جو یہ بات ہو کے نہیں دے رہی۔"
"کیوں۔ کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ؟" اس نے پوچھا تو وہ قدرے تیز ہو کر بولا۔
بتایا ناں، نادان ہے۔ محبت اور فریب میں فرق نہیں سمجھتی۔"
"دودھ پیتی بچی ہے کیا؟" اس نے بظاہر معصومیت سے پوچھا اور اس کے گھورنے پر سٹپٹا کر بولی۔
"میرا مطلب ہے، محبت کون کر رہا ہے اس سے اور فریب کون دے رہا ہے۔"
"محبت میں کرتا ہوں اور فریب اس کا کزن دے رہا ہے۔" اس نے اپنی محبت پر جوش اور کزن کے فریب پر تاسف کا اظہار کیا۔
"تمہیں کیسے پتا کہ اس کا کزن فریب دے رہا ہے۔" اس نے مزید جرح کی تو وہ بھی مزید جوش سے بولا۔

"میں جانتا ہوں [illegible] آتا ہے۔"
"تو تم بتا دو اسے [illegible]"
"نہیں۔ اس طرح [illegible] اسے کزن سے متنفر کرنے کی [illegible] ہوں۔"
"تو کیا کوشش کیوں، جو حقیقت ہے [illegible] گے۔"
"نہیں۔ یہ حقیقت ایک دن خود اس کے سامنے کھلے گی تب اسے میری محبت کا احساس ہوگا۔" وہ اس دن کے تصور میں کھو گیا تھا۔
وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے پکار کر بولی۔
"سنو، تم نے اس کا نام تو بتایا نہیں۔"
اور وہ ایسے ہی کھوئے ہوئے انداز میں گویا ہوا۔

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں
یہ جان بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں

"شمع!" وہ بے ساختہ چیخی تھی۔
"کہاں ہے؟" وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا پھر احساس ہونے پر اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تو وہ اندر ہی اندر خائف ہو کر پوچھنے لگی۔
"شمع۔ وہی تمہاری خالہ کی بیٹی ناں۔"
"ہاں، لیکن خبردار جو اسمارٹ بننے کی کوشش کی۔" اس نے اعتراف کے ساتھ وارننگ دی تو وہ کندھے اچکا کر بولی۔
"مجھے کیا ضرورت ہے۔ تمہیں اگر ہیرو بننے کا شوق ہے ضرور بنو۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔"
"ہاں۔ بس دعائیں کافی ہیں۔ اگر کبھی غلطی سے بھی اسے بتانے کی کوشش کی کہ میں اس کے عشق کی انتہا چاہتا ہوں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ سمجھیں۔"
"بہت اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ نادان وہ نہیں تم

ہو۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر جاتے جاتے بولی تھی۔

"اقبال کے بجائے غالب کو پکڑو' ان کے تیر ضرور اس کے جگر کے آرپار ہو جائیں گے۔"

☼ ☼ ☼

اسے یہاں آئے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے اور وہ کافی حد تک نہ صرف بہل گئی تھی بلکہ کچن کے کاموں میں ہما کا ہاتھ بھی بٹانے لگی تھی۔ یوں بھی یہ گھر اور اس کے مکین اس کے لیے اجنبی نہیں تھے۔ جب ہی اسے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔ جو روٹین اس کی اپنے گھر میں تھی وہی یہاں بھی تھی۔ بلکہ وہاں جب سے وہ بی اے کے امتحانوں سے فارغ ہوئی تھی تو ابو کے آفس جانے کے بعد وہ گھر میں سارا دن اکیلی ہوتی تھی۔ جب کہ یہاں بی بی تھیں' صبح ہما کالج اور شہروز بابا کے ساتھ آفس چلا جاتا تو وہ بی بی کے ساتھ بالکل بور نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ بی بی کوئی عام سی صرف گھرداری کرنے والی خاتون نہیں تھیں۔ اس کے برعکس بہت ایکٹو اور اسمارٹ تھیں ایک گورنمنٹ اسکول میں پرنسپل تھیں اور ابھی دو سال پہلے ہی ریٹائر ہوئی تھیں لیکن ان کی روٹین وہی تھی اور شخصیت میں جتنا رعب تھا اسی قدر نرمی اور محبت۔ یعنی بہت متوازن پرسنالٹی تھی۔ ان کے ساتھ وہ ہر موضوع پر بات کر سکتی تھی۔ البتہ جب وہ غصے میں ہوتیں تب وہ ان کے سامنے جانے سے گریز کرتی تھی۔ اور انہیں غصہ کم ہی آتا تھا' اس لیے ان سے گریز کرنے اور چھپنے کی نوبت بھی کبھار ہی آتی۔ زیادہ تر وہ ان کے قریب ہی رہتی تھی' صبح سب کے جانے کے بعد جب وہ ان کے پاس بیٹھتی تو پھر وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا تھا پھر بھی کچھ دنوں میں ہی اسے احساس ہونے لگا تھا کہ وہ کچھ نہیں کر رہی اور کچھ کرنے کا سوچنے کے بعد ہی اس نے بی بی سے کہا تھا۔

"بی بی! میں سوچ رہی ہوں کہ میں کوئی جاب کرلوں۔"

"جاب کرنے کا کیوں سوچا تم نے؟" بی بی نے نر[mi] سے پوچھا۔

"کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے۔" اس نے سہولت سے کہا۔

"ہاں۔ انسان کو ضرور کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے' فراغت سب سے زیادہ ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے۔" انہوں نے پہلے تائید کی پھر کہنے لگیں۔ "تمہیں ضرور کچھ کرنا چاہیے لیکن جاب سے زیادہ میں سمجھتی ہوں تمہارے لیے تعلیم ضروری ہے۔ تم معلوم کرو' تمہارا رزلٹ آگیا ہو تو یہاں ایم اے میں ایڈمیشن لے لو۔"

"جی۔!" وہ ان سے اختلاف نہیں کر سکی پھر اپنی بات کہہ گئی۔ "شاید میرا پڑھنے میں دل نہ لگے۔"

"کیوں۔ دل کیوں نہیں لگے گا۔ تم ضرور پڑھو۔" بی بی نے اصرار سے کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔

"پتا نہیں ہمایوں کا کیا پروگرام ہے۔ کتنے دنوں سے فون بھی نہیں آیا۔" قدرے توقف سے بی بی خود ہی بولنے لگی تھیں۔ "میں سوچ رہی ہوں' ہما کی کہیں بات ہو جائے تو پھر میں تم دونوں کی ساتھ ہی شادی کر دوں پھر ایک شہروز رہ جائے گا۔ اور وہ جب تک میچیور نہیں ہو جاتا۔ میں اس کی شادی کا نہیں سوچ سکتی۔"

"وہ شادی کے بعد ہی میچیور ہو سکتا ہے۔" بے ساختہ بولی تو بی بی نے چونک کر اسے دیکھا پھر تائید کی۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"بی بی! میں سوچ رہی ہوں' ایک دو دن کے لیے ماموں جی کے پاس چلی جاؤں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں۔ ضرور جاؤ۔ شہروز آئے گا تو میں اس سے کہوں گی۔ تمہیں چھوڑ آئے گا لیکن دو دن سے زیادہ نہیں رہنا۔"

"نہیں' میں صرف ان کی شکایت دور کرنا چاہتی ہوں ورنہ آپ جانتی ہیں۔ میرا وہاں دل نہیں لگتا

وہاں تک۔ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"شاید تمہاری وہاں کسی کے ساتھ انڈراسٹینڈنگ نہیں ہو سکی۔"

"ہو سکتا ہے یہی بات ہو' خیر' میں آج جاؤں گی پھر پرسوں آپ شہروز کو بھیج دیجیے گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

"میں کھانا گرم کرلوں' ہما آنے والی ہو گی۔" وہ کہہ کر ان کے کمرے سے نکل آئی اور کچن میں جا کر سالن گرم کرنے کے ساتھ روٹی بھی ڈال دی۔ پھر کچھ دیر بعد ہما کالج سے آئی تو اس کے ساتھ شمع کو دیکھتے ہی وہ شہروز کی بے قراری یاد آنے پر بے ساختہ مسکرائی اور اسے گلے لگا کر بولی۔

"یہاں تمہارا بہت ذکر ہوتا ہے۔"

"اچھا۔ کون کرتا ہے؟" شمع نے قدرے حیرت سے پوچھا تو وہ ہما کو دیکھ کر بولی۔

"سب کرتے ہیں۔ کیوں ہما؟"

"میں تو نہیں کرتی۔" ہما نے صاف گوئی کی انتہا کر دی۔

"خالہ جان کرتی ہوں گی۔ میں پہلے ان سے مل لوں۔" شمع کہتی ہوئی بی بی کے کمرے میں چلی گئی تو وہ ہما سے بولی۔

"میری بات نہیں رکھ سکتی تھیں۔"

"کوئی ضرورت نہیں اسے سر چڑھانے کی۔ پہلے ہی بہت اتراتی ہے۔" ہما نے ٹوکتے ہوئے کہا تو وہ فوراً بولی۔

"کوئی نہیں مجھے تو بے وقوف سی لگتی ہے۔ خیر جاؤ' جلدی چینج کر کے آؤ میں کھانا لگا رہی ہوں۔"

"میں بس دو منٹ میں آ رہی ہوں۔" ہما کمرے کی طرف بڑھ گئی اور اس نے کچن کا رخ کیا۔

پھر کھانے کے بعد ہما حسب عادت آرام کے لیے لیٹ گئی اور کچھ دیر کے لیے سوتی تو وہ بھی تھی لیکن شمع کی وجہ سے اسے سونا ملتوی کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے بار بار اس کا دل چاہا کہ وہ اسے شہروز کے بارے میں بتائے کہ وہ اسے پسند کرتا ہے۔ لیکن اس خیال سے دل مسوس کر رہ جاتی کہ اسے اس گھر میں رہنا ہے۔ اور اگر شہروز ناراض ہو گیا تو پھر اس کا یہاں بھی دل نہیں لگے گا اور یہاں سے وہ کہاں جائے گی۔

بہرحال شام میں جب شہروز آیا تو وہ ماموں جی کے ہاں جانے کو تیار تھی اور شمع کو بی بی نے اس لیے روک لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ چلی جائے گی پھر خاص طور سے انہوں نے شہروز کو تاکید کی تھی کہ وہ پہلے شمع کو اس کے گھر ڈراپ کرے اور ان کے سامنے تو اس نے بڑی سعادت مندی دکھائی تھی لیکن گھر سے نکلتے ہی بدل گیا۔

"میں پہلے تمہیں چھوڑوں گا۔"

"میں بی بی سے کہہ دوں گی۔" وہ بڑے آرام سے بولی تھی۔

"کہہ دینا۔" شہروز نے پہلے بے نیازی دکھائی پھر خوشامد کرنے لگا۔ "دیکھو' میری پیاری بہن قسمت سے موقع ملا ہے۔ تم ظالم سماج مت بنو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ بی بی پوچھیں گی تو میں جھوٹ نہیں بول سکوں گی۔" اس نے مجبوری بتائی۔

"میری خاطر۔ اچھا یہ بتاؤ۔ میری جگہ اگر ہمایوں بھائی ہوتے تو وہ پہلے کسے ڈراپ کرتے۔"

اس نے منت سے کہہ کر پوچھا تو وہ بے اختیار پچھلی نشست پر بے نیاز بیٹھی شمع کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"اسے۔"

"ہاہاہا۔" شہروز زور زور سے ہنسنے لگا تو جہاں وہ سٹپٹائی وہاں شمع متوجہ ہو کر پوچھنے لگی۔

"کیا ہوا شہروز بھائی؟"

"ثوبیہ نے لطیفہ سنایا ہے۔" وہ ہنسی روک کر بولا۔

"مجھے بھی سناؤ۔" شمع نے اس سے کہا تو وہ اس کی طرف گردن موڑ کر بولی۔

"لطیفہ یہ ہے کہ شہروز جس لڑکی کو پسند کرتا ہے' وہ اسے بھائی کہتی ہے۔"

ہو۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر جاتے جاتے بولی تھی۔
"اقبال کے بجائے غالب کو پکڑو' ان کے تیر ضرور اس کے جگر کے آرپار ہو جائیں گے۔"

☆☆☆

اسے یہاں آئے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے اور وہ کافی حد تک نہ صرف بہل گئی تھی بلکہ کچن کے کاموں میں ہما کا ہاتھ بھی بٹانے لگی تھی۔ یوں بھی یہ گھر اور اس کے مکین اس کے لیے اجنبی نہیں تھے۔ جب ہی اسے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔ جو روٹین اس کی اپنے گھر میں تھی وہی یہاں بھی تھی۔ بلکہ وہاں جب سے وہ بی اے کے امتحانوں سے فارغ ہوئی تھی تو ابو کے آفس جانے کے بعد وہ گھر میں سارا دن اکیلی ہوتی تھی۔ جب کہ یہاں بی بی تھیں صبح ہما کالج اور شہوز بابا کے ساتھ آفس چلا جاتا تو وہ بی بی کے ساتھ بالکل بور نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ بی بی کوئی عام سی صرف گھر داری کرنے والی خاتون نہیں تھیں۔ اس کے برعکس بہت ایکٹو اور اسمارٹ تھیں ایک گورنمنٹ اسکول میں پرنسپل تھیں اور ابھی دو سال پہلے ہی ریٹائر ہوئی تھیں لیکن ان کی روٹین وہی تھی اور شخصیت میں جتنا رعب تھا اسی قدر نرمی اور محبت یعنی بہت متوازن پرسنالٹی تھی۔ ان کے ساتھ وہ ہر موضوع پر بات کر سکتی تھی۔ البتہ جب وہ غصے میں ہوتیں تب وہ ان کے سامنے جانے سے گریز کرتی تھی۔ اور انہیں غصہ کم ہی آتا تھا اس لیے ان سے گریز کرنے اور چھپنے کی نوبت بھی کبھار ہی آتی۔ زیادہ تر وہ ان کے قریب ہی رہتی تھی' صبح سب کے جانے کے بعد جب وہ ان کے پاس بیٹھتی تو پھر وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا تھا پھر بھی کچھ دنوں میں ہی اسے احساس ہونے لگا تھا کہ وہ کچھ نہیں کر رہی اور کچھ کرنے کا سوچنے کے بعد ہی اس نے بی بی سے کہا تھا۔
"بی بی! میں سوچ رہی ہوں کوئی جاب کر لوں۔"
"جاب کرنے کی کیوں سوجھی [illegible]" بی بی نے [illegible] سے پوچھا۔
"کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے۔" اس نے سہولت سے کہا۔
"ہاں۔ انسان کو ضرور کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے' فراغت سب سے زیادہ ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے۔" انہوں نے پہلے تائید کی پھر کہنے لگیں۔ "تمہیں کچھ کرنا چاہیے لیکن جاب سے زیادہ میں سمجھتی ہوں تمہارے لیے تعلیم ضروری ہے۔ تم معلوم کرو تمہارا رزلٹ آ گیا ہو تو یہاں ایم اے میں ایڈمیشن لے لو۔"
"جی...!" وہ ان سے اختلاف نہیں کر سکی پھر اپنی بات کہہ گئی۔ "شاید میرا پڑھنے میں دل نہ لگے۔"
"کیوں۔ دل کیوں نہیں لگے گا۔ تم ضرور پڑھو۔" بی بی نے اصرار سے کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔
"پتا نہیں ہمایوں کا کیا پروگرام ہے۔ کتنے دنوں سے فون بھی نہیں آیا۔" قدرے توقف سے بی بی خود ہی بولنے لگی تھیں۔ "میں سوچ رہی ہوں' ہما کی کہیں بات ہو جائے تو پھر میں تم دونوں کی ساتھ ہی شادی کر دوں پھر ایک شہوز رہ جائے گا۔ اور وہ جب تک سیریس نہیں ہو جاتا۔ میں اس کی شادی کا نہیں سوچ سکتی۔"
"وہ شادی کے بعد ہی سیریس ہو سکتا ہے۔" بے ساختہ بولی تو بی بی نے چونک کر اسے دیکھا پھر [illegible] کی۔
"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"
"بی بی! میں سوچ رہی ہوں' ایک دو دن کے لیے ماموں جی کے پاس چلی جاؤں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"کیوں نہیں۔ ضرور جاؤ۔ شہوز آئے گا تو میں اس سے کہوں گی۔ تمہیں چھوڑ آئے گا لیکن دو دن سے زیادہ نہیں رہنا۔"
"نہیں' میں صرف ان کی شکایت دور کرنا چاہتی ہوں ورنہ آپ جانتی ہیں۔ میرا وہاں دل نہیں لگتا۔

حالانکہ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔
"شاید تمہاری وہاں کسی کے ساتھ انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہو سکی۔"
"ہو سکتا ہے یہی بات ہو' خیر میں آج جاؤں گی پھر پرسوں آپ شہوز کو بھیج دیجیے گا۔"
"اچھی بات ہے۔"
"میں کھانا گرم کر لوں' ہما آنے والی ہو گی۔" وہ کہہ کر ان کے کمرے سے نکل آئی اور کچن میں جا کر سالن گرم کرنے کے ساتھ روٹی بھی ڈال دی۔ پھر کچھ دیر بعد ہما کالج سے آئی تو اس کے ساتھ شمع کو دیکھتے ہی وہ شہوز کی بے قراری یاد آنے پر بے ساختہ مسکرائی اور اسے گلے لگا کر بولی۔
"یہاں تمہارا بہت ذکر ہوتا ہے۔"
"اچھا... کون کرتا ہے؟" شمع نے قدرے حیرت سے پوچھا تو وہ ہما کو دیکھ کر بولی۔
"سب... سب کرتے ہیں۔ کیوں ہما؟"
"میں تو نہیں کرتی۔" ہما نے صاف گوئی کی انتہا کر دی۔
"خالہ جان کرتی ہوں گی۔ میں پہلے ان سے مل لوں۔" شمع کہتی ہوئی بی بی کے کمرے میں چلی گئی تو وہ ہما سے بولی۔
"میری بات نہیں رکھ سکتی تھیں۔"
"کوئی ضرورت نہیں اسے سر چڑھانے کی۔ پہلے ہی بہت اتراتی ہے۔" ہما نے ٹوکتے ہوئے کہا تو وہ فوراً بولی۔
"کوئی نہیں مجھے تو بے وقوف سی لگتی ہے۔ خیر جاؤ' جلدی چینج کر کے آؤ میں کھانا لگا رہی ہوں۔"
"میں بس دو منٹ میں آ رہی ہوں۔" ہما کمرے کی طرف بڑھ گئی اور اس نے کچن کا رخ کیا۔
پھر کھانے کے بعد ہما حسب عادت آرام کے لیے لیٹ گئی اور کچھ دیر کے لیے سوتی تو وہ بھی تھی لیکن شمع کی وجہ سے اسے سونا ملتوی کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے بار بار اس کا دل چاہا کہ وہ اسے شہوز کے بارے میں بتا سکے [illegible] لیکن اس خیال سے [illegible] اسے اس گھر میں رہنا ہے اور اگر [illegible] تو پھر اس کا یہاں بھی دل کہیں نہ لگے گا اور یہاں سے [illegible] کہاں جائے گی۔
بہرحال شام میں جب شہوز آیا تو وہ ماموں کے ہاں جانے کو تیار تھی اور شمع کو بی بی نے اس لیے روک لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ چلی جائے گی پھر خاص طور سے انہوں نے شہوز کو تاکید کی تھی کہ وہ پہلے شمع کو اس کے گھر ڈراپ کرے اور ان کے سامنے تو اس نے بڑی سعادت مندی دکھائی تھی لیکن گھر سے نکلتے ہی بدل گیا۔
"میں پہلے تمہیں چھوڑوں گا۔"
"میں بی بی سے کہہ دوں گی۔" وہ بڑے آرام سے بولی تھی۔
"کہہ دینا۔" شہوز نے پہلے بے نیازی دکھائی پھر خوشامد کرنے لگا۔ "دیکھو' میری پیاری بہن قسمت سے موقع ملا ہے۔ تم ظالم سماج مت بنو۔"
"میں کچھ نہیں جانتی۔ بی بی پوچھیں گی تو میں جھوٹ نہیں بول سکوں گی۔" اس نے مجبوری بتائی۔
"میری خاطر۔ اچھا یہ بتاؤ۔ میری جگہ اگر ہمایوں بھائی ہوتے تو وہ پہلے کسے ڈراپ کرتے۔"
اس نے منت سے کہہ کر پوچھا تو وہ بے اختیار پچھلی نشست پر بے نیاز بیٹھی شمع کی طرف اشارہ کر کے بولی۔
"اسے۔"
"ہاہاہا۔" شہوز زور زور سے ہنسنے لگا تو جہاں وہ سٹپٹائی وہاں شمع متوجہ ہو کر پوچھنے لگی۔
"کیا ہوا شہوز بھائی؟"
"ثوبیہ نے لطیفہ سنایا ہے۔" وہ ہنسی روک کر بولا۔
"مجھے بھی سناؤ۔" شمع نے اس سے کہا تو وہ اس کی طرف گردن موڑ کر بولی۔
"لطیفہ یہ ہے کہ شہوز جس لڑکی کو پسند کرتا ہے اسے بھائی کہتی ہے۔"

"نہیں شہروز بھائی!" شمع واقعی بے وقوفی کی حد تک سادہ تھی۔
"اس سے کیا ہوتا ہے؟" وہ تپ کر بولا۔ "یہ ثوبیہ بھی پہلے ہمایوں بھائی کہتی تھی اور اب نام بھی نہیں لیتی۔"
"ظاہر ہے منگنی جو ہو گئی ہے۔" شمع نے کہا تو وہ بے ساختہ بولا۔
"ہاں۔ تمہاری منگنی ہو گئی تو تم بھی بھائی کہنا چھوڑ دو گی۔"
"ہائیں! میں کب بھائی کہتی ہوں۔" شمع حیران ہو کر بولی تو وہ جھنجلا گیا۔
"نہیں کہتیں تو کہنا شروع کر دو۔"
"ہائیں نہیں' وہ ناراض ہو جائیں گے۔" شمع کی شرمیلی ادا پر وہ بمشکل ہنسی روک کر سرگوشی میں بولی۔
"میرا خیال ہے پہلے اسے ڈراپ کر دو۔"
"بکو مت اور خبردار جو لی بی کو بتایا تو۔" شہروز نے اسے ڈانٹنے کے ساتھ اسپیڈ بڑھا دی اور ماموں جی کے گھر کے سامنے ہی بریک لگا کر رعب سے بولا۔
"زیادہ رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کل ہی لینے آؤں گا۔"
"کل نہیں پرسوں۔" وہ کہہ کر فوراً اتر گئی پھر اس کی طرف آ کر پوچھنے لگی۔
"اندر نہیں چلو گے۔"
"نہیں۔ میرا سلام کہہ دینا۔ خدا حافظ۔" وہ عجلت میں کہہ کر گاڑی بھگا لے گیا۔
"پاگل ہیں دونوں۔" اس نے بڑبڑا کر سر جھٹکا پھر گیٹ کھلا دیکھ کر سیدھی اندر آئی تو پہلے مرحلے پر مامی جی سے سامنا ہو گیا۔ وہ سلام کرکے ان کے گلے لگ گئی۔
"یاد آ گئی ہماری۔" مامی جی نے ہلکے پھلکے انداز میں شکوہ کیا پھر اس کے پیچھے دیکھ کر پوچھنے لگیں۔ "کس کے ساتھ آئی ہو؟"
"وہ شہروز ... گیا ہے۔"

"اندر نہیں آیا؟"
"اسے کہیں اور جانا تھا' ماموں جی کہاں ہیں؟" اس نے جواب کے ساتھ پوچھا۔
"کمرے میں ہیں۔ چلو میں آتی ہوں۔"
مامی جی کہہ کر کچن میں چلی گئیں تو وہ برآمدے تک آ کر رک گئی۔ پتا نہیں کیوں وہ اس گھر سے مانوس نہیں ہو پاتی تھی۔ ہمیشہ اجنبی سا لگتا تھا اس لیے وہ جھجکتی تھی۔
"ارے تم یہیں کھڑی ہو۔" مامی جی اپنا کام کرکے آئی تھیں اسے دیکھ کر تعجب سے بولیں۔
"اور کوئی نہیں ہے اندر' صرف تمہارے ماموں ہیں۔ آؤ چلو۔"
"جی۔" وہ ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی اور سلام کرتے ہوئے ماموں جی کے سامنے جھک گئی تو وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔
"خوش رہو۔ میں آج ہی تمہاری مامی جی سے کہہ رہا تھا کہ وہ نہیں آتی تو ہم ہی مل آتے ہیں۔"
"میں آیا کروں گی۔ ماموں جی! لیکن جلدی جلدی یوں نہیں آ سکتی کہ شہروز بھی فارغ نہیں ہوتا۔" وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تو مامی جی نے ٹوک دیا۔
"جب وہ فارغ ہوتا تھا' تب تم کون سا آتی تھیں۔"
"ہاں' اب میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ یہاں میرے ساتھ کی کوئی لڑکی نہیں ہے پھر آپ کہیں گی جب عفت کی شادی نہیں ہوئی تھی تب تم کون سا آتی تھیں۔" وہ کہہ کر خود ہی ہنسی تھی۔
"بالکل کہوں گی' تمہارا کوئی بہانا نہیں چل سکتا۔ میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں تمہیں جب اپنی ا... کے ساتھ آتی تھیں تب بھی ایک دن میں اکتا کر واپسی کی رٹ لگا دیتی تھیں۔"
مامی جی کو اس سے کوئی شکایت نہیں تھی' بس ا... کی بات پر بولنے لگی تھیں پھر تعجب سے کہنے لگیں۔
"ویسے تم پہلی لڑکی ہو جس کا ننھیال سے زیا... ددھیال میں دل لگتا ہے ورنہ سارے بچے ننھیال ... طرف بھاگتے ہیں۔ تمہاری خالہ بھی جب آتی ہی...

جی کہتی ہیں کہ پتا نہیں ثوبیہ کس پر گئی ہے۔ کبھی فون بھی نہیں کرتی۔
"بس مامی جی! اچھے زیادہ شرمندہ نہ کریں۔" وہ کہہ کر بات بدل گئی۔ "عدیل بھائی اور بھابھی کہیں گئے ہوئے ہیں کیا؟"
"نہیں۔ ابھی تو عدیل یہیں تھا۔ بچی رو رہی تھی۔ شاید اس کو باہر لے گیا ہے۔" مامی جی نے بتایا تو اس نے بے ساختہ حیرت کا اظہار کیا۔
"تب عدیل بھائی کی بیٹی بھی ہے۔"
"ماشاء اللہ چار مہینے کی ہو گئی اور بیٹا اسکول جانے لگا ہے۔"
"اچھا۔ میں بھابھی سے مل لوں۔" وہ اٹھنے لگی کہ مامی نے روک دیا۔
"وہ یہاں نہیں ہے میکے گئی ہوئی ہے۔"
"بچی کو نہیں لے گئیں؟" اس نے تعجب سے پوچھا تو مامی جی گہری سانس کے ساتھ بولیں۔
"نہیں۔ اسے بیٹا پیارا ہے اسے لے گئی ہے۔"
"یہ کیا باتیں لے بیٹھیں تم' جاؤ کچھ کھانے والے کا انتظام کرو۔" ماموں جی کے ٹوکنے پر وہ کچھ خفگی تھی جب ہی مامی جی کے ساتھ اٹھ کر کچن میں آ گئی۔
"کیا ہوا مامی جی! بھابھی ناراض ہو کر گئی ہیں کیا؟"
"ارے بیٹا! وہ کب ناراض نہیں ہوتی۔ ہر دوسرے مہینے میکے جا بیٹھتی ہے۔ اور ابھی دیکھو' اتنی سی بچی کو چھوڑ گئی ہے۔ ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور اب تو عدیل کو بھی ضد آ گئی ہے' کہتا ہے نہیں لے کر آؤں گا۔ بیٹھی رہے وہیں۔" مامی جی افسوس اور ناراضی سے بول رہی تھیں۔
"اور بچی کا کیا ہو گا؟" اس کا ذہن چھوٹی بچی میں اٹک گیا تھا۔
"ارے ابھی تو میں بیٹھی ہوں' دیکھ لیتی ہوں لیکن مجھ سے بھی کہاں سنبھالی جاتی ہے۔ رونے پر آتی ہے تو چپ ہی نہیں ہوتی۔ ابھی گھنٹہ بھر سے میں ہلکان ہو رہی تھی' عدیل دفتر سے آیا ہے تو لے کر باہر گیا ہے۔"
"آپ فون کریں۔ بہرحال ... کے بغیر کہیں رہ پاتی ہے ... چل ... کر بڑی ہے
کیا تھا' بہرحال بچی ہے۔ میں کیا کروں ... دی سنبھالے۔"
"اُف کیسی ماں ہیں۔" اس نے حیرت اور ... کا اظہار کیا تب ہی عدیل آ گئے تو انہیں دیکھ کر سنبھل کر بولی۔
"السلام علیکم عدیل بھائی۔"
عدیل بھائی نے سر کے اشارے سے جواب پر اکتفا کیا۔ یوں بھی وہ زیادہ نہیں بولتے تھے بس حال احوال پوچھ لیتے لیکن اس وقت شاید بچی کی وجہ سے پریشان تھے جب ہی مروتاً بھی اس کا حال احوال نہیں پوچھا اور مامی جی کو کام میں مصروف دیکھ کر کچھ کہے بغیر وہیں سے پلٹ کر اپنے کمرے میں چلے گئے تو وہ مامی جی سے بولی۔
"بچی سو گئی ہے۔"
"چلو اچھا ہے۔ میں جلدی سے کھانا پکا لوں' اٹھ گئی تو پھر کچھ نہیں کرنے دے گی۔ تم رات میں چاول کھاتی ہو کہ نہیں؟" مامی جی نے بولتے ہوئے اچانک اس سے پوچھا۔
"میں سب کھا لیتی ہوں مامی جی! آپ بیٹھیں میں پکا دیتی ہوں۔"
اسے اچانک احساس ہوا تو پھر مامی جی کی ایک نہیں سنی اور انہیں وہاں سے ہٹا کر ہی دم لیا تھا۔
پھر کھانا پکانے اور کھانے تک ہی کچھ مصروفیت رہی اس کے بعد ہمیشہ کی طرح اس پر اکتاہٹ سوار ہو گئی۔ دل چاہا اسی وقت فون کرکے شہروز سے کہے ک... آ کر اسے لے جائے لیکن ایک تو مامی جی کی ناراضی ... خیال تھا' دوسرے رات بھی ہو گئی تھی تو اس لیے ... خود پر جبر کرکے ادھر ادھر سے کچھ پرانے میگزین ڈھو... کر ان ہی میں دھیان بٹانے لگی۔ ماموں جی تو عش... پڑھتے ہی سو گئے تھے اور مامی جی عدیل کے کمرے ... غالباً اس کی بچی کے ساتھ مصروف تھیں۔ وہ میگز...

شروع کردے۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو وہ وہیں کرسی پر ڈھے گئی اور بقیہ رات یونہی سوتے جاگتے گزری تھی جب ہی اذان کی آواز پر ایک دم اٹھ کر بیٹھی۔ اور انتظار کرنے لگی کہ ابھی مامی جی اٹھ کر آئیں گی تب وہ آرام سے دوسرے کمرے میں جا سکے گی لیکن مامی جی سے پہلے عدیل آگئے۔

"سوری۔ رات تمہیں بہت زحمت اٹھانا پڑی۔" انہوں نے آتے ہی معذرت کے ساتھ کہا تو وہ مروتاً بولی۔

"نہیں۔ آپ کی بیٹی آرام سے سوگئی تھی۔"

"تم کیوں نہیں سوئیں؟"

"میں اب۔ اب سونے جارہی ہوں۔" وہ کہہ کر جلدی سے ان کے کمرے سے نکل آئی۔ اور پھر دوپہر تک وہ سوتی رہی تھی۔ جب اٹھی تو مامی جی کی گود میں بچی کو دیکھتے ہی شروع ہوگئی۔

"بہت ظلم ہورہا ہے اس بچی کے ساتھ۔ آپ عدیل بھائی کو سمجھائیں۔ یہ ماں کے بغیر نہیں رہ سکتی، فوراً جاکر اس کی ماں کو لے آئیں۔ وہ ضرور اسی انتظار میں ہوں گی۔"

"اب یہ ناشتے کا وقت تو نہیں ہے۔ جاؤ کھانا کھالو۔" مامی جی نے اس کی باتوں کا نوٹس ہی نہیں لیا تو وہ بمشکل ضبط کرکے بولی۔

"میں پہلے بی بی کو فون کرلوں۔"

"ہائیں! ایک ہی دن میں اداس ہوگئیں۔" مامی جی نے ٹوکا تو اب اس نے نوٹس نہیں لیا اور فوراً لاؤنج میں آکر بی بی کو فون کرڈالا۔

"بی بی! شہروز کو آج ہی بھیج دیجیے گا۔"

"آپ کو پتا تو ہے، میرا یہاں دل نہیں لگتا۔"

"ہاں بس میں آجاؤں گی۔"

"اللہ حافظ۔" وہ فون رکھ کر سیدھی کچن میں آگئی اور کھانے سے چائے تک وہ مسلسل بچی کے لیے کڑھتی رہی پھر جس طرح مامی جی نے اس کی باتوں کو نظرانداز کیا تھا۔ اس سے وہ یہ بھی سوچنے لگی تھی کہ زیادتی ضرور یہاں سے ہوئی ہے ورنہ کوئی ماں اتنی

چھوٹی بچی کو چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔ بہرحال پھر اس نے مامی جی کے سامنے اس مسئلے کو نہیں چھیڑا کیونکہ اس کے خیال میں یہ ان کا گھریلو معاملہ تھا۔ البتہ شام میں جب شہروز کے ساتھ جانے لگی تب اس خیال سے پریشان تھی کہ رات میں جب بچی روئے گی تو اسے کون بہلائے گا۔ اور شہروز کے ٹوکنے پر اس نے صاف گوئی سے اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو وہ مذاق اڑا کر بولا۔

"ماشاءاللہ تم تو یوں پریشان ہورہی ہو جیسے ہمیشہ سے تم ہی اس کے پاس تھیں۔"

"نہیں۔ لیکن رات وہ میرے پاس چپ ہوگئی تھی۔" اس نے کہا تو وہ تڑخ کر بولا۔

"اور اس سے پہلے کس کے پاس چپ ہوتی تھی؟"

"پتا نہیں۔"

"نہیں پتا ناں، آئندہ کا بھی پتا مت رکھو۔ یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے بڑی آئیں زمانے بھر کی فکر کرنے والی۔ جو پاس بیٹھا ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔" شہروز نے بگڑ کر کہا تو روٹھے لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"ہا۔ آہ"

وہی میری کم نصیبی وہی اس کی بے نیازی
میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی

"تم کچھ غلطی کرگئے ہو۔" وہ اس کی آہ نظرانداز کرکے شعر میں غلطی کھوجنے لگی تو وہ چڑ کر بولا۔

"غلطی چھوڑو، یہ پوچھو کل کیا ہوا؟"

"ہاں کیا ہوا؟" وہ فوراً متوجہ ہوگئی تھی۔

"میں کل تمہیں چھوڑنے کے بعد اس کو ساحل پر لے گیا تھا اور ایک گھنٹہ اس کے ساتھ چہل قدمی کی پھر واپسی میں طارق روڈ سے آئس کریم کھلا کر جب میں نے اسے گھر چھوڑا تو پتا ہے اس نے کیا کہا؟"

"تھینک یو شہروز بھائی!" وہ فوراً بولی تھی اور وہ بالکل خاموش ہوگیا تو اس نے معذرت کے ساتھ پوچھا۔

"سوری، تم بتاؤ۔ کیا کہا تھا اس نے۔"

"یہی۔" اس نے ناراضی سے اسی قدر کہا تو وہ

[illegible]

٭ ٭ ٭

[illegible] بچی کے رونے کی [illegible] اس کے [illegible] اسے پتا نہیں کیا [illegible] تکلیف تھی کہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔ آخر اسے [illegible] یقین تھا کہ عدیل کے کمرے میں [illegible] بھی ہوں گی۔ اس لیے وہ بغیر کسی جھجک کے سیدھی ان کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد [illegible] گئی۔ عدیل بچی کو کندھے سے لگائے چپ کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔

"کیوں رو رہی ہے؟" اس نے پوچھا اور ان کے دیکھنے پر مزید سٹپٹا کر بولی۔ "یہ اپنی ماں کے لیے رو رہی ہے۔"

"ہاں۔ اس کی ماں مرگئی ہے ناں۔" وہ پہلے ہی پریشان ہو رہے تھے۔ اس کی بات پر جل کر بولے تھے۔

"اللہ نہ کرے۔ آپ اسے بھابھی کے پاس لے جائیں یا انہیں یہاں لے آئیں۔" وہ خائف تو ہوئی لیکن پھر بھی کہہ گئی تو عدیل سر جھٹک کر پھر ٹہلنے لگے۔

"شاید اسے بھوک لگی ہے۔" قدرے توقف سے وہ پھر بولی تو اس بار عدیل نے عاجز سے انداز میں کہا۔

"دودھ نہیں پی رہی۔"

"لائیے میں کوشش کرتی ہوں۔"

اس نے بڑھ کر ان کے بازوؤں سے بچی کو لیا تو پہلے اس کے رونے میں مزید شدت آگئی لیکن پھر جیسے جیسے تھپکنے کے ساتھ اس نے منہ سے آ۔۔۔ او کی آوازیں نکالنی شروع کیں، تب بچی خاموش ہو کر اسے سننے لگی تھی۔ جس پر وہ خود بھی حیران ہوئی پھر چیئر پر بیٹھ کر

[illegible] عدیل بھائی کہاں [illegible] بچی کو لیے ہوئے [illegible] کو۔" وہ جھنجلاتے ہوئے [illegible] نکل کر آئی اور لاؤنج میں عدیل کو صوفے پر سوتے دیکھ کر جھنجلا گئی۔

"واہ! یہ اچھا طریقہ ہے۔ دوسروں کی نیند خراب کر کے خود آرام سے سوگئے۔"

وہ مجبوراً واپس کمرے میں آگئی کیونکہ انہیں اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔ البتہ برا بھلا کہے جا رہی تھی، وہ بھی بچی کو مخاطب کر کے۔

"دیکھا تم نے، یہ دنیا ہے۔ ذرا سی انگلی تھماؤ فوراً کلائی تک آجاتی ہے۔ تم کبھی کسی سے ہمدردی نہیں کرنا۔ میں تو پاگل ہوں نا! اس لیے تو پھنس جاتی ہوں۔ تم اپنی ماں کو دیکھو۔ کیا دل گردہ ہے اس کا، ماشاء اللہ اور باپ بھی اطمینان سے سوگئے، خیر ابھی سو لیں۔ کل پتا چلے گا۔ میں صبح ہی چلی جاؤں گی۔"

بچی اس کی باتوں کے جواب میں غوں غاں کرتے کرتے سوگئی تو اس نے بہت احتیاط سے اسے بستر پر لٹا دیا پھر اسی احتیاط سے کمرے سے نکلنے لگی تھی کہ اس کے اکیلے ہونے کے خیال نے قدم روک لیے۔ واپس کمرے میں ٹہلنے لگی۔

سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ کیسے اٹھا [illegible] سب بے خبر سو رہے تھے اور وہ بھی نیند سے بے حال تھی لیکن عدیل کے بیڈ پر سونا مناسب نہیں لگ رہا جب کہ بچی کو وہاں سلانے کی غلطی کر چکی تھی۔ [illegible] اسے اٹھانے سے ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ پھر نہ

[illegible] مسکراہٹ چھپا کر بولی۔
"پاگل ہو تم۔ اب جانتے ہو کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے تو پھر کیوں اس کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔"
"یہ دل کا معاملہ ہے۔ تم نہیں سمجھو گی۔" اس نے گاڑی روک کر کہا پھر اسے دیکھنے لگا تو وہ اس کی بوکھلاہٹ پر سر جھٹک کر بولی۔
"تمہارا دل پاگل ہے۔"
"اچھا اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ ہمایوں بھائی کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ لڑکی ان کے ساتھ فلرٹ کر رہی ہے۔ تو تم کیا کرو گی۔" شہروز نے بہت سنجیدگی سے پوچھا پھر بھی وہ مسکرا کر بولی۔
"پہلے بہت روؤں گی پھر بہت ہنسوں گی۔"
"کیوں، میرا مطلب ہے روؤ گی کیوں؟"
"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے تو وہ جھنجھوڑنے والے انداز میں دھاڑا۔
"اور ہنسو گی کیوں؟"
"پتا نہیں۔" وہ ہنوز لاپروائی سے کہہ کر اتر گئی اور شیشے میں جھک کر اس کی مایوس شکل دیکھ کر بولی۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

"میں... میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔" اس نے دانت پیستے ہوئے جس تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا، وہ بھی اسی رفتار سے بھاگ کر گیٹ سے داخل ہوئی تھی اور کہیں رکے بغیر سیدھا بی بی کے کمرے میں جا کر دم لیا۔
"السلام علیکم بی بی!"
"وعلیکم السلام۔ آ گئیں۔"
"جی... مامی جی آپ کو سلام کہہ رہی تھیں۔" وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔
"وعلیکم السلام، ٹھیک ہیں وہ اور ان کے بچے؟" بی بی نے پوچھا تب ہی شہروز آ کر کہنے لگا۔
"بی بی! اب یہ میری باقاعدہ ڈیوٹی نہیں ہونی چاہیے کہ میں اسے ماموں کے ہاں چھوڑ آؤں پھر لے آؤں۔ اس سے کہیں خود ہی آیا جایا کرے۔"

[illegible]
"اچھا بس ہے۔" بی بی شہروز کو [illegible] کہیں۔ "اچھا ہوا تم آ گئیں [illegible] تھی۔ کل وہ لوگ [illegible] ہے تم بھی ہو گی۔"
"یہ دیکھ کر کیا کرے گی۔" شہروز نے [illegible] پیشانی پر بل دیکھ کر فوراً وہاں سے کھسک گیا۔
"چھوڑیں بی بی! آپ بتائیں اگر وہ لوگ کھانے پر آ رہے ہیں تو میں بہت اچھا انتظام کر لوں گی۔" اس نے بی بی کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا۔
"ہاں میں یہی کہہ رہی تھی کہ اگر تم انتظام کر سکو تو ٹھیک ورنہ میں سیما کو بلا لوں۔"
"سیما آپی کو بے شک بلا لیں لیکن کھانا میں بناؤں گی۔ جو آپ کہیں گی اور جتنا بھی۔" اس نے خوشی سے اپنی خدمات پیش کیں، تو بی بی بھی خوش ہو کر بولیں۔
"بس تم اپنی مرضی سے اور جو آسانی سے بنا سکو بنا لینا۔ زیادہ جھنجھٹ کی ضرورت نہیں ہے اور ہاں جو سامان منگوانا ہو، رات میں ہی لسٹ بنا دینا۔ میں صبح منگوا رکھوں گی۔"
"اچھی بات ہے۔" اسے اب ہما کے پاس جانے کی جلدی تھی۔ اس لیے بی بی کی اگلی بات دھیان سے سنی ہی نہیں اور اچھا اچھا کہتی ہوئی ان کے کمرے سے نکل آئی۔ ہما پہلے ہی منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ اس کے گدگدانے پر مزید بگڑ گئی۔
"خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا تو اور بات بھی نہیں کرنا۔"
"ہاں، اب مجھ سے کہاں بات کرو گی۔ اب تو..." وہ کھلکھلا کر بولتے ہوئے ایک دم خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگی پھر قریب بیٹھ کر آہستہ سے اس کا ہاتھ ہلایا۔
"کیا ہوا ہے؟"
"دماغ خراب ہوا ہے میرا، جاؤ بی بی سے کہہ دو..."

...مسکراہٹ چھپا کر بولی۔

"پاگل ہو تم۔ جب جانتے ہو کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے تو پھر کیوں اس کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔"

"یہ دل کا معاملہ ہے۔ تم نہیں سمجھو گی۔" اس نے گاڑی روک کر کہا پھر اسے دیکھنے لگا تو وہ اس کی بدلائی پر سر جھٹک کر بولی۔

"تمہارا دل پاگل ہے۔"

"اچھا اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ ہمایوں بھائی کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ لڑکی ان کے ساتھ فلرٹ کر رہی ہے۔ تو تم کیا کرو گی۔" شہروز نے بہت سنجیدگی سے پوچھا پھر بھی وہ مسکرا کر بولی۔

"پہلے بہت روؤں گی پھر بہت ہنسوں گی۔"

"کیوں 'میرا مطلب ہے روؤ گی کیوں؟"

"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے تو وہ جھنجوڑنے والے انداز میں دھاڑا۔

"اور ہنسو گی کیوں؟"

"پتا نہیں۔" وہ ہنوز لاپروائی سے کہہ کر اتر گئی اور شیشے میں جھک کر اس کی مایوس شکل دیکھ کر بولی۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

"میں... میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔" اس نے دانت پیستے ہوئے جس تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا' وہ بھی اسی رفتار سے بھاگ کر گیٹ سے داخل ہوئی تھی اور کہیں رکے بغیر سیدھا بی بی کے کمرے میں جا کر دم لیا۔

"السلام علیکم بی بی!"

"وعلیکم السلام۔ آ گئیں۔"

"جی... مامی جی آپ کو سلام کہہ رہی تھیں۔" وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام' ٹھیک ہیں وہ اور ان کے بچے؟" بی بی نے پوچھا تب ہی شہروز آ کر کہنے لگا۔

"بی بی! اب یہ میری باقاعدہ ڈیوٹی نہیں ہونی چاہیے کہ میں اسے ماموں کے ہاں چھوڑ آؤں پھر لے آؤں۔ اس سے کہیں خود ہی آیا جایا کرے۔"

[illegible]

"یہ دیکھ کر کیا کرے گی۔" شہروز نے [illegible] پیشانی پر بل دیکھ کر فوراً وہاں سے کھسک گیا۔

"چھوڑیں بی بی! آپ بتائیں اگر وہ لوگ کھانے پر آ رہے ہیں تو میں بہت اچھا انتظام کر لوں گی۔" اس نے بی بی کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا۔

"ہاں میں یہی کہہ رہی تھی کہ اگر تم انتظام کر سکو تو ٹھیک ورنہ میں سیما کو بلا لوں۔"

"سیما آپی کو بے شک بلا لیں لیکن کھانا میں بناؤں گی۔ جو آپ کہیں گی اور جتنا بھی۔" اس نے خوشی سے اپنی خدمات پیش کیں' تو بی بی بھی خوش ہو کر بولیں۔

"بس تم اپنی مرضی سے اور جو آسانی سے بنا سکو بنا لینا۔ زیادہ جھنجھٹ کی ضرورت نہیں ہے اور ہاں جو سامان منگوانا ہو' رات میں ہی لسٹ بنا دینا۔ میں صبح منگوا رکھوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔" اسے اب ہما کے پاس جانے کی جلدی تھی۔ اس لیے بی بی کی اگلی بات دھیان سے سنی ہی نہیں اور اچھا اچھا کہتی ہوئی ان کے کمرے سے نکل آئی ہما پہلے ہی منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ اس کے گدگدانے پر مزید بگڑ گئی۔

"خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا تو اور بات بھی نہیں کرنا۔"

"ہاں' اب مجھ سے کہاں بات کرو گی۔ اب تو..." وہ کھلکھلا کر بولتے ہوئے ایک دم خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگی پھر قریب بیٹھ کر آہستہ سے اس کا ہاتھ ہلایا۔

"کیا ہوا ہے؟"

"دماغ خراب ہوا ہے میرا' جاؤ بی بی سے کہہ دو...

[illegible]

بولی۔

"بے وقوف۔۔۔ بی بی کون سا ابھی تمہاری شادی کر رہی ہیں۔ بس اچھا رشتہ ہے' اس لیے شاید بات پکی کر دیں۔"

"اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" ہما کا انداز اب روٹھا ہوا تھا۔

"ہے ضرورت۔۔۔ اچھے رشتے بار بار نہیں آتے۔ ہاں اگر تمہیں کوئی پسند ہو تو اسے ٹالا جا سکتا ہے۔" اس نے اپنی مزید تسلی کے لیے اسے کریدنے کی کوشش کی تو وہ برامان کر بولی۔

"بکو مت۔ میں ایسی فضول حرکتیں نہیں کرتی۔"

"شاباش۔ تم بہت اچھی لڑکی ہو اور ذرا شہروز کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دو تاکہ وہ فضول حرکتوں سے باز آجائے۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا تو ہما اس بات سے یاد آنے پر پوچھنے لگی۔

"کل اس نے پہلے تمہیں چھوڑا تھا یا شمع کو؟"

"شمع کو' کیوں؟" وہ مصلحتاً" جھوٹ بول کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ وہ بہت دیر سے لوٹا تھا' جس سے میں یہی سمجھی کہ اس نے پہلے تمہیں چھوڑا ہو گا پھر شمع کے ساتھ۔۔۔" ہما نے شہروز کو آتے دیکھ کر بات وہیں چھوڑ دی تو اس نے شکر کیا کہ مزید جھوٹ سے بچ گئی۔

"تمہارا فون ہے۔" شہروز نے اس سے کہا تھا۔

[illegible]

"جی۔ آپ کیسے ہیں؟"

"فرسٹ کلاس۔۔۔ اس روز تم سے بس سرسری بات ہوئی تھی' اس کے بعد میں ایک کام میں ایسا الجھا کہ فون کرنے کا سوچتا رہ گیا۔ آج فراغت ملی [illegible] سوچا تم سے بات کر لوں۔"

انہوں نے جواب کے ساتھ اتنے دن فون نہ کرنے کی توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔۔!" وہ یہی کہہ سکی۔

"تم نے بہت اچھا کیا جو بابا کے ساتھ آگئیں۔ وہاں اکیلی نہیں رہ سکتی تھیں۔ خیر یہ بتاؤ' کیا کر رہی ہو؟" وہ بہت سرسری انداز میں بات کر رہے تھے۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اس نے نہ سمجھنے والے انداز میں جواب دیا۔

"کیوں' ایسے فارغ کیوں بیٹھی ہو۔ پڑھائی جاری رکھو یا اگر کوئی پرابلم ہے تو بتاؤ۔" انہوں نے ٹوکتے ہوئے کہا تو وہ کچھ جزبز ہو کر بولی۔

"نہیں' پرابلم تو کوئی نہیں ہے۔"

"پھر وقت ضائع مت کرو۔ فوراً" یونیورسٹی جوائن کر لو۔" وہ کہہ کر سمجھانے لگے۔

"دیکھو' وقت اور حالات کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا۔ اکثر جو ہم سوچتے ہیں' وہ نہیں ہوتا اور جو بات ہمارے گمان میں بھی نہیں ہوتی' وہ ہو جاتی ہے۔ ایسے میں سب سے زیادہ کام آنے والی چیز تعلیم ہے جو انسان کو

شعور [illegible] ہے اور اس کی بدولت ہم بہتر طریقے سے حالات کو بھی فیس کر لیتے ہیں۔ تم میری بات سمجھ رہی ہو"

"جی۔" وہ کچھ گم صم سی ہو گئی تھی۔

"اور سنو اگر کوئی ایسی بات ہو جو تم بابا اور بی بی سے نہ کہہ سکو تو بلا جھجک مجھ سے کہہ دینا۔ اوکے۔"

"جی۔"

"خدا حافظ۔" ادھر سے سلسلہ منقطع ہو گیا تب کے سینے میں دبی سانس بحال ہوئی تھی۔

☼ ☼ ☼

ہما کی بات پکی ہو گئی تھی گو کہ بی بی نے ان لوگوں سے یہی کہا تھا کہ ہما کے بی اے کرنے کے بعد ہی اس کی شادی کریں گی اور ادھر سے بھی کوئی جلدی نہیں مچائی گئی تھی پھر بھی اب بی بی یہی کہتی تھیں کہ ہمایوں کے آتے ہی دونوں لڑکیوں کی شادی کر دیں گی۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہمایوں سے فون پر تو بات کی ہی مزید تفصیلی خط بھی لکھ کر اپنا پروگرام بتانے کے ساتھ ان کی واپسی کا ارادہ معلوم کیا تو جواب میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہاں انہیں بہت اچھی جاب مل گئی ہے اس لیے دو سال تک تو وہ چھٹی پر بھی نہیں آ سکتے۔ جس پر بی بی نے فوراً کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا اور نہ کوئی تبصرہ کیا جب کہ ہما خوش ہو گئی تھی کیونکہ اسے حقیقتاً پڑھنے کا بہت شوق بلکہ جنون تھا۔ بی اے ایم اے اور اس کے بعد بھی جانے کیا کچھ کرنا چاہتی تھی اس لیے اس وقت اس کے سامنے بہت خوش ہو کر کہہ رہی تھی۔

"شکر ہے ہمایوں بھائی نہیں آ رہے ورنہ بی بی تمہارے ساتھ ساتھ مجھے رخصت کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھی تھیں۔ اب میں ہمایوں بھائی کو لکھوں گی کہ دو سال مزید بڑھا دیں۔"

"کیا کہا، خبردار جو ایسا کچھ لکھا تو۔" وہ بالکل بے اختیار چیخی تھی، جس پر ہما زور زور سے ہنسنے لگی تو وہ خجل سی ہو کر بولی۔

"میرا مطلب ہے بی بی [illegible] ہو جائیں گی۔"

"اور تم۔" ہما اسے کریدنے لگی۔ "تم اپنی بات کرو۔"

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" وہ اپنا دفاع کرتے ہوئے بولی۔

"پھر چیخی کیوں تھیں؟"

"کیونکہ مجھے تمہاری طرح ایم اے، پی ایچ ڈی کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" اس نے بڑی خوبصورتی سے بات بنائی لیکن ہما کہاں ماننے والی تھی۔

"دلہن بننے کا شوق ہے۔"

"بکو مت، خوامخواہ ایک بات کے پیچھے پڑ گئی ہو۔" وہ برا ماننے لگی تو ہما مزید چھیڑنے کا ارادہ ملتوی کر کے آرام سے پوچھنے لگی۔

"اچھا یہ بتاؤ، اس روز تمہاری ہمایوں بھائی سے کیا بات ہوئی تھی؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہوئی، بس انہوں نے حال احوال پوچھا پھر اس بات پر زور دیا کہ میں ایم اے میں ایڈمیشن لے لوں۔" اس نے بتایا تو ہما نے فوراً ٹوکا۔

"پھر تم دیر کیوں کر رہی ہو؟"

"کیا کروں، میرے سب سرٹیفکیٹس وغیرہ وہیں اسلام آباد میں ہیں اور ابھی ڈگری بھی لینی ہے، اس کے بعد ہی آگے کچھ ہو سکے گا نا۔" اس نے مجبوری بتائی تو ہما تائید کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ تو ہے، پھر اب کیا پروگرام ہے؟"

"میں تو جانے کو تیار ہوں لیکن ظاہر ہے بابا یا بی بی کے ساتھ ہی جا سکوں گی اور بابا نے کہا ہے، وہ مجھے اگلے مہینے اسلام آباد لے جائیں گے تو وہاں گھر کا بھی یہ کرنا ہے کہ سامان دو کمروں میں لاک کر کے باقی کرائے پر اٹھا دیں گے اور میں اپنی ضروری چیزیں بھی لے لوں گی۔"

"اگلے مہینے۔" ہما اس کی ساری بات سن کر سوچتے ہوئے بولی۔ "اگلے مہینے میں فارغ نہیں ہوں گی ورنہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتی۔"

"ہاں، میں بھی یہی چاہ رہی ہوں۔" اس نے کہا۔

تب ہی شہروز ہنستا ہوا آ گیا۔
"کیا چل رہی ہو تم؟"
"یہی کہ بی بی کو تمہاری بھی منگنی وگنی کر دینی چاہیے۔" اس نے ہما کا ہاتھ دبا کر کہا تو وہ خوش ہو کر بولا۔
"ارے تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی۔" پھر اس کے سامنے بیٹھ کر باقاعدہ خوشامد کرنے لگا۔ "سنو' تم بی بی سے کہو ناں۔ وہ خالہ جان سے بات کریں۔"
"خالہ جان سے بات کرنے سے کیا ہو گا' جب لڑکی ہی راضی نہیں ہے پہلے اسے راضی کرو پھر بات آگے بڑھے گی۔" وہ بھی ایکدم سنجیدہ ہو گئی تھی۔
"وہ منگنی کے بعد خود راضی ہو جائے گی۔" شہروز کی احمقانہ بات پر وہ سر پیٹ کر بولی۔
"پاگل تو نہیں ہو گئے ہو تم' الٹی بات کر رہے ہو۔ جب وہ راضی ہی نہیں تو منگنی پر کہاں سے آمادہ ہو گی۔ کیوں ہما؟"
"اور کیا۔" ہما نے فوراً تائید کی تو وہ جھنجلا کر بولا۔
"کیسے راضی کروں اسے۔ وہ احمق لڑکی شہروز بھائی شہروز بھائی کہہ کر مجھے اپنی ساری داستانیں سناتی ہے۔ مزید ستم مشورے بھی لیتی ہے مجھ سے۔" شہروز بھائی! وہ ناراض ہو گیا ہے کیسے مناؤں۔"
"یا اللہ!" اس نے ہما کو دیکھا اور پھر دونوں ہنستی چلی گئیں۔ جس پر وہ غصے میں آ گیا۔
"میری جان پر بنی ہے اور تم ہنس رہی ہو۔"
"چچ چچ' مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے۔" اس نے بمشکل ہنسی روک کر کہا تو وہ ناراضی سے بولا۔
"مجھے ہمدردی کی نہیں' تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"
"کیا کروں' اس سے بات کرنے کو تم نے منع کیا ہے اگر کہو تو اس کے کزن کا گلا دبا کر سمندر میں پھینک آؤں۔" اس نے ہما کو کہنی مارتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے کہا تو وہ پھر بگڑ کر بولا۔
"بکو مت۔۔۔ کوئی اچھا طریقہ بتاؤ اسے منانے کا۔"

"اچھا طریقہ۔۔۔" وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی۔
"اچھا طریقہ یہ ہے کہ تم نماز پڑھو۔ اللہ سے دعا کرو۔ اگر شمع تمہارے نصیب میں لکھی ہے تو وہ اس کے دل میں تمہاری محبت ڈال دے اور اگر نہیں تو تمہارے دل سے اس کا خیال نکال دے۔ یہ سب سے اچھا طریقہ ہے' اس میں کسی کا نقصان نہیں ہو گا۔ آزما دیکھو۔"
"ہا۔ آف۔" اس نے ہمیشہ کی طرح پہلے تو بھرپور کہنے لگا۔

جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا' تجھے کیا ملے گا نماز میں

"ماشاء اللہ۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
"کہاں جا رہی ہو؟" شہروز نے فوراً ٹوکا تو وہ دانت پیس کر بولی۔
"خودکشی کرنے۔"
"کیوں؟"
"تاکہ اقبال سے معافی مانگ سکوں ورنہ روزِ محشر تمہارا گریبان ان کے ہاتھ میں ہو گا اور۔۔۔"
"اور وہ کہیں گے۔ کھول آنکھ' زمیں دیکھ' فلک دیکھ' فضا دیکھ۔"
شہروز نے فوراً اس کی بات اچک کر کہا تو وہ جہاں سے کھڑی ہوئی تھی وہیں ڈھے گئی۔
"تم نہیں سدھر سکتے؟"
"جب یہ طے ہے تو پھر ایسی فضول کوششیں کیوں کرتی ہو' اگر کسی بگڑے کو سدھارنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنے ہمایوں کو سدھارو۔" وہ خاصے تپے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا کہ ہما نے احتجاج کیا۔
"کوئی نہیں۔۔۔ ہمایوں بھائی اتنے اچھے ہیں۔"
"میں برا ہوں۔"
"یہ میں نے کب کہا۔ تم بھی اچھے ہو۔ وہ بھی اچھے ہیں۔" ہما نے جز بز ہو کر کہا تو وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا پھر جاتے جاتے رک کر اس سے پوچھنے لگا۔
"تم کیا کہتی ہو۔"
"مجھ سے بات مت کرو؟"
"چلو چھٹی ہوئی۔" وہ کندھے اچکا تا کمرے سے

نکل گئے تو وہ اپنے آپ بڑبڑانے لگی تھی۔

✿ ✿ ✿

یونہی کتنے دن گزر گئے۔ وہ اب اس انتظار میں تھی کہ بابا اسے اسلام آباد لے کر جائیں کیونکہ جب سے انہوں نے یہ کہا تھا کہ سامان لاک کر کے بقیہ گھر کرائے پر اٹھا دیں گے تب سے اسے امی ابو کی ایک ایک چیز یاد آنے لگی تھی۔ کیونکہ جن حالات میں وہ آئی تھی اس وقت اسے اتنا ہوش نہیں تھا کہ وہ خاص خاص چیزیں ہی سنبھال کر الماریوں میں بند کر آتی۔ وہ تو تیسرے دن ہی بابا نے اچانک اس سے چلنے کو کہا تو وہ بس ایک سوٹ کیس میں اپنے کپڑے بھر کر لے آئی تھی اور اب سب کچھ یاد آرہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ پودے جو کچھ امی اور کچھ ابو نے اپنے ہاتھوں سے لگائے تھے اس کے آنے کے بعد پتا نہیں ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔

"اللہ وہ میرا چھوٹا سا باغیچہ کہیں اجڑ نہ گیا ہو۔"

"اور وہ میری مانو بلی! وہ پتا نہیں کہاں ہوگی۔ وہ اب اتنی بے قرار ہوگئی تھی کہ اس کا کسی بات، کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ اور بی بی نے اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے بابا کو مجبور کیا تو وہ سارے کام شہروز پر چھوڑ کر اسے اسلام آباد لے جانے کو تیار ہوگئے اور گو کہ تمام راستہ وہ اسے سمجھاتے آئے تھے، یہاں تک کہا کہ مجھ بوڑھے کو پریشان نہیں کرنا اور وہ کیا کرتی اسے خود پر اختیار ہی نہیں رہا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی یوں پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ بابا اسے چپ کراتے کراتے آخر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے تھے۔ کیونکہ دکھ تو انہیں بھی تھا، ظاہر ہے ابو ان کے ایک ہی بھائی اور وہ بھی کافی چھوٹے تھے پھر بھی وہ خود کو بہت سنبھال کر اسے سہارا دے رہے تھے لیکن اس کے آنسو تھم کے نہیں دے رہے تھے آخر انہوں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا لیکن خود بھی بہت آزردہ اور نڈھال بیٹھے تھے۔

کتنی دیر بعد جب اس کے آنسو خشک ہوگئے، تب بابا کو دیکھتے ہی اسے بہت زور کا دھچکا لگا تھا۔ بے شک وہ اس کے باپ نہیں تھے لیکن باپ جیسے تھے۔ شفیق، مہربان اور بے حد محبت کرنے والے۔

"بابا!" وہ تڑپ کر ان کے پاس آبیٹھی اور ان کا ہاتھ آنکھوں سے لگا کر بولی۔ "آئی ایم سوری میں نے آپ کو بہت پریشان کیا۔"

"مجھے تمہارے رونے سے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تو وہ سسک کر بولی۔

"اب نہیں روؤں گی۔ کبھی نہیں۔"

"غلطی میری ہے، مجھے تمہیں یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔ جاؤ، منہ ہاتھ دھو کر چائے وائے بناؤ پھر میں کسی اسٹیٹ ایجنسی سے رابطہ کرتا ہوں۔" انہوں نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر بولی۔

"دودھ تو ہوگا نہیں۔"

"میں قہوہ پی لوں گا یا کہو تو دودھ لے آؤں۔"

"نہیں، آپ کہاں جائیں گے۔ میں پڑوس میں آنٹی سے کہتی ہوں، وہ منگوا دیں گی۔"

وہ کہتے ہوئے پہلے اپنے کمرے میں آئی تو اس کی آنکھیں پھر دھندلانے لگی تھیں لیکن اس نے فوراً واش روم میں جا کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس کے بعد کچن میں آکر چائے کا پانی رکھتے ہوئے اسے خشک دودھ کا ڈبہ نظر آگیا۔ تو اس نے شکر کیا کہ اس وقت پڑوس میں جانے سے بچ گئی کیونکہ جب وہ یہاں تھی تب بھی کم ہی کہیں جاتی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ آدم بیزار تھی بلکہ اس کے ساتھ کی کوئی لڑکی نہیں تھی اور آنٹیوں سے وہ بس کہیں آتے جاتے سامنا ہونے پر سلام دعا کر لیتی تھی۔ بہرحال اس وقت وہ چائے بنا کر بابا کے پاس آبیٹھی اور ان سے پوچھنے لگی کہ سامان وغیرہ کیسے اور کن کمروں میں بند ہوگا۔ کون سا حصہ کرائے پر دیا جائے گا۔ مزید اس میں کتنے دن لگیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

"تم صرف اپنی ضرورت کا سامان پیک کرو، تمہیں ساتھ لے جانا ہے۔ باقی کسی بات کی فکر مت کرو۔"

ڈال کر تو وہ اپنا آپ چھوڑنے لگی تھی۔

○ ○ ○

یوں ہی تین دن گزر گئے۔ وہ اب اس انتظار میں تھی کہ بابا اسے اسلام آباد لے کر جائیں کیونکہ جب سے انہوں نے یہ کہا تھا کہ سلطان لاک کر کے بقیہ گھر کرائے پر اٹھا دیں گے تب سے اسے امی ابو کی ایک ایک چیز یاد آنے لگی تھی۔ کیونکہ جن حالات میں وہ وہاں سے آئی تھی اس وقت اسے اتنا ہوش نہیں تھا کہ وہ خاص خاص چیزیں ہی سنبھال کر الماریوں میں بند کر آتی۔ وہ تو تیسرے دن ہی بابا نے اچانک اس سے چلنے کو کہا تو وہ بس ایک سوٹ کیس میں اپنے کپڑے بھر کر لے آئی تھی اور اب سب کچھ یاد آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ پودے جو کچھ امی اور کچھ ابو نے اپنے ہاتھوں سے لگائے تھے اس کے آنے کے بعد پتا نہیں ان کا کیا حال ہوا ہو گا۔

"اللہ وہ میرا چھوٹا سا باغیچہ کہیں اجڑ نہ گیا ہو۔"

"اور وہ میری مانو بلی! وہ پتا نہیں کہاں ہو گی۔ وہ اب اتنی بے قرار ہو گئی تھی کہ اس کا کسی بات، کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ اور بی بی نے اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے بابا کو مجبور کیا تو وہ سارے کام شہروز پر چھوڑ کر اسے اسلام آباد لے جانے کو تیار ہو گئے اور گو کہ تمام راستہ وہ اسے سمجھاتے آئے تھے، یہاں تک کہا کہ مجھ بوڑھے کو پریشان نہیں کرنا اور وہ کیا کرتی اسے خود پر اختیار ہی نہیں رہا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی یوں پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ بابا اسے چپ کراتے کراتے آخر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے تھے۔ کیونکہ دکھ تو انہیں بھی تھا، ظاہر ہے ابو ان کے ایک ہی بھائی اور وہ بھی کافی چھوٹے تھے پھر بھی وہ خود کو بہت سنبھال کر اسے سہارا دے رہے تھے لیکن اس کے آنسو تھم کے نہیں دے رہے تھے آخر انہوں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا لیکن خود بھی بہت آزردہ اور نڈھال بیٹھے تھے۔

کتنی دیر بعد جب اس کے آنسو خشک ہو گئے، تب بابا کو دیکھتے ہی اسے بہت زور کا دھچکا لگا تھا۔ بے شک وہ اس کے باپ نہیں تھے لیکن باپ جیسے تھے، شفیق، مہربان اور بے حد محبت کرنے والے۔

"بابا!" وہ تڑپ کر ان کے پاس آ بیٹھی اور ان کا ہاتھ آنکھوں سے لگا لیا۔ "آئی ایم سوری میں نے آپ کو بہت پریشان کیا۔"

"مجھے تمہارے رونے سے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تو وہ سسک کر بولی۔

"اب نہیں روؤں گی۔ کبھی نہیں۔"

"غلطی میری ہے، مجھے تمہیں یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔ جاؤ، منہ ہاتھ دھو کر چائے وائے بناؤ پھر میں کسی اسٹیٹ ایجنسی سے رابطہ کرتا ہوں۔" انہوں نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر بولی۔

"دودھ تو ہو گا نہیں۔"

"میں قہوہ پی لوں گا یا کہو تو دودھ لے آؤں۔"

"نہیں، آپ کہاں جائیں گے۔ میں پڑوس میں آنٹی سے کہتی ہوں، وہ منگوا دیں گی۔"

وہ کہتے ہوئے پہلے اپنے کمرے میں آئی تو اس کی آنکھیں پھر دھندلانے لگی تھیں لیکن اس نے فوراً واش روم میں جا کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس کے بعد کچن میں آ کر چائے کا پانی رکھتے ہوئے اسے خشک دودھ کا ڈبہ نظر آ گیا۔ تو اس نے شکر کیا کہ اس وقت پڑوس میں جانے سے بچ گئی کیونکہ جب وہ یہاں تھی تب بھی کم ہی کہیں جاتی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ آدم بیزار تھی بلکہ اس کے ساتھ کی کوئی لڑکی نہیں تھی اور آنٹیوں سے وہ بس کہیں آتے جاتے سامنا ہونے پر سلام دعا کر لیتی تھی۔ بہرحال اس وقت وہ چائے بنا کر بابا کے پاس آ بیٹھی اور ان سے پوچھنے لگی کہ سامان وغیرہ کیسے اور کن کمروں میں بند ہو گا۔ کون سا حصہ کرائے پر دیا جائے گا۔ مزید اس میں کتنے دن لگیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

"تم صرف اپنی ضرورت کا سامان پیک کرو، تمہیں ساتھ لے جانا ہے۔ باقی کسی بات کی فکر مت کرو۔"

بابا نے اس کی سب باتوں کے جواب میں کہا تو وہ کچھ دیر تک رو لی۔

"مجھے سب سے پہلے اپنی ڈگری لینی ہے۔"

"ہاں ہاں تم اپنی کوئی حسرت [illegible] بار نہیں آنکھوں تک۔" بابا نے پھر تائید کی تو وہ خاموش ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ بابا کے ساتھ پورے پندرہ دن اسلام آباد میں رہی تھی۔ گو کہ اس کے سامان کی پیکنگ تو دو دن میں ہی ہو گئی تھی' باقی وقت ڈگری لینے اور گھر کرائے پر اٹھانے میں لگ گیا تھا۔ بہر حال بابا کوئی کام ادھورا چھوڑ کر نہیں آئے تھے جس کے لیے دوبارہ جانا پڑتا لیکن یہ بھی نہیں تھا کہ اب اس کا وہاں سے ناتا بالکل ٹوٹ گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کا گھر تھا اور وہ اپنے شوق سے جب چاہے جا سکتی تھی لیکن اس کے لیے بھی اسے انتظار کرنا تھا کہ جب ہمایوں اس کے ساتھ ہوں گے اور وہ یہی سوچ کر آئی تھی۔

"اتنے دن لگا دیے۔" ہما نے اسے دیکھتے ہی شکوہ کیا۔

"بابا سے پوچھو' میں تو تیسرے دن ہی آنے کو تیار تھی لیکن گھر کی وجہ سے رکنا پڑا۔ بابا چاہتے تھے انہیں دوبارہ نہ جانا پڑے اس لیے سارے کام نمٹا کر آئے۔" وہ کہتے ہوئے ہما کے ساتھ بی بی کے کمرے میں آ گئی اور سلام کر کے ان کے گلے لگ گئی۔

"کیسی ہو' وہاں جا کر کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟" بی بی نے پوچھا تو وہ افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"پریشانی تو نہیں بی بی! البتہ دکھ بہت ہوا۔"

"امی' ابو یاد آئے ہوں گے؟"

"جی یاد تو یہاں بھی آتے ہیں لیکن وہاں ہر شے میں ان کا عکس جھلکتا ہے اور سچ بتاؤں بی بی! وہیں جا کر احساس ہوا کہ وہ نہیں ہیں۔ یہاں تو آپ اور بابا محسوس بھی نہیں ہونے دیتے۔" اس نے ایمان داری سے ان کی محبتوں کا اعتراف کیا تو بی بی اس کی پیشانی چوم کر رو لیں۔

"شاید اسی لیے اللہ نے تمہارے دل میں اتنی محبت ڈال دی تھی کہ تمہارے ماں باپ کی زندگی کم لکھی تھی۔"

"شہروز کہاں ہے؟" اس نے ماحول کو سوگوار ہونے سے بچانے کی خاطر بات بدل دی تو بی بی جواب دینے کے بجائے کہنے لگیں۔

"جاؤ منہ ہاتھ دھو کر چینج کر لو۔ ہما! تم چائے بنا دو۔"

"جی۔۔۔!" ہما نے اسے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ الجھے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ماموں جی کا فون تو نہیں آیا تھا؟"

"ہاں آیا تھا' تم جاتے ہوئے انہیں فون کر کے نہیں گئی تھیں۔" بی بی نے جواب کے ساتھ ٹوکا تو وہ اپنی لاپروائی پر نادم سی ہو کر بولی۔

"بھول گئی تھی۔ ابھی کر لوں گی۔" اس کے ساتھ ہی ان کے کمرے سے نکل آئی اور پہلے منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلے پھر ماموں جی کو فون کرنے کا خیال تھا لیکن اسی وقت ہما چائے لے کر آ گئی تو وہ اس کے ساتھ باتوں میں لگ کر پھر فون کرنا بھول گئی۔ البتہ شہروز کے بارے میں بار بار پوچھ رہی تھی اور ہر بار ہما اس کا دھیان ادھر ادھر کر دیتی تو آخر وہ ٹھٹک گئی۔

"کیا بات ہے' تم شہروز کا کیوں نہیں بتا رہیں؟"

"کیا بتاؤں' پاگل ہو رہا ہے وہ۔۔۔۔" ہما نے گہری سانس کھینچ کر افسوس سے کہا لیکن وہ سمجھی نہیں۔

"کیا مطلب؟"

"وہ شمع کی شادی ہو رہی ہے۔" ہما نے بتایا تو وہ اچھل پڑی۔

"کیا۔۔۔؟"

"ہاں' میں نے بی بی کو بتا دیا تھا کہ شہروز شمع کو پسند کرتا ہے۔ بس اسی دن بی بی پرپوزل لے کر خالہ جان کے پاس پہنچ گئیں لیکن انہوں نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ آناً فاناً شمع کی شادی بھی طے کر دی۔"

ہما نے بتا کر برا سا منہ بنایا تو اسے بھی افسوس ہوا۔

"یہ تم نے اچھی خبر نہیں سنائی۔ شہروز ہے کہاں؟"

[illegible]

کب ۔۔۔ [illegible] زیادہ بات لیں

[illegible]

[illegible] بات بدل گئی۔

[illegible] اچھا سنو۔ میں اپنی ڈگری لے آئی ہوں۔ لیکن اب میرا خیال ہے ایڈمیشن تو نہیں ہو گا۔"

"نہیں۔ ابھی تم آرام کرو' یوں بھی تمہیں پڑھنے کا شوق نہیں ہے۔"

ہما کہہ کر ہنسی تو وہ اسے گھور کر رہ گئی پھر اپنا سوٹ کیس کھول کر کپڑے الماری میں سیٹ کرنے لگی۔

"میں ذرا کچن دیکھ لوں۔" ہما چلی گئی۔

اس نے سلیقے سے الماری سیٹ کی اور دوسری اشیاء یعنی میک اپ کا سامان شیمپو اور آرٹی فیشل جیولری وغیرہ ہما کی چیزوں کے ساتھ ہی رکھ دیں۔ کیونکہ دونوں کا مشترکہ کمرہ تھا پھر زیورات کے ڈبے جو اس کی امی کے تھے' وہ لے کر بی بی کے کمرے میں آ گئی اور ان کے سامنے رکھ کر بولی۔

"بی بی! یہ تو آپ اپنے پاس رکھ لیں۔ مجھ سے نہیں سنبھالے جائیں گے۔"

"تمہاری الماری میں لاکر نہیں ہے۔" بی بی نے ایک نظر ڈبوں پر ڈال کر پوچھا تو بابا کہنے لگے۔

"رکھ لو۔ لڑکیوں کے کمرے میں قیمتی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔"

"تو بینک میں رکھوا دیں۔"

[illegible]

"[illegible] آپ [illegible] کی طرف [illegible]

"[illegible] تم کہاں تھے؟" اس نے جواب کے ساتھ پوچھا تو وہ نظریں چرا کر بولا۔

"آفس۔"

"ابھی تک آفس میں تھے۔"

"ہاں کیوں؟"

"نو بج رہے ہیں۔ خیر یہ بتاؤ کیسے ہو؟" وہ انجان بن کر ہلکے پھلکے انداز میں بول رہی تھی۔

تیری بندہ پروری سے' مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا' نہ شکایت زمانہ

وہ حسب عادت شعر میں جواب دے کر اس کی طرف سے رخ موڑ گیا تو وہ قدرے رک کر اسے مخاطب کیے بغیر کہنے لگی۔

"تم کچھ بدلے بدلے لگ رہے ہو اور کچھ ناراض بھی کیا مجھ سے ناراض ہو۔؟"

"نہیں۔۔۔" وہ اسی طرح رخ موڑے مختصراً بولا تھا۔

"پھر۔۔۔" وہ اس کے قریب چلی آئی "کس سے ناراض ہو؟"

"اپنے آپ سے اور اب پلیز کیوں کا سوال مت اٹھانا۔" اس کی عاجزی پر وہ تڑپ گئی اور بے اختیار اس کا بازو تھام کر بولی۔

"سنو' میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں لیکن اپنے پیاروں کو دکھی نہیں دیکھ سکتی۔ تم بتاؤ۔ میں تمہارے لیے کیا کروں۔"

"کچھ نہیں' تم کچھ نہیں کر سکتیں۔" وہ آہستگی سے اپنے بازو سے اس کے ہاتھ ہٹا کر بیڈ پر جا بیٹھا۔

"کیوں' کیوں نہیں کر سکتی۔ میں شمع کی منتیں

کر سکتی ہوں آپ کے لیے۔"
"بس۔" شہروز نے فوراً ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا۔
"اپنے مقام سے گرنے کا کبھی مت سوچنا۔"
"شمع کی منتیں کرنے سے میں چھوٹی نہیں ہو جاؤں [illegible]" اس نے کہا تو وہ غصے سے بولا۔
"کون شمع۔ میں کسی شمع کو نہیں جانتا' تم جاؤ اپنا کام کرو۔"
"تم بھی چلو۔ کھانا کھاتے ہیں۔" وہ پھر قریب جا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگی تو وہ عاجزی سے بولا۔
"تنگ نہیں کرو ثوبیہ پلیز! تم جاؤ۔ مجھے جب بھوک لگے گی کھا لوں گا۔"
"پکی بات۔"
"ہاں' میں ڈسٹرب ضرور ہوں لیکن میرا خودکشی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"
"شاباش' تم پکے مسلمان ہو کیونکہ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر۔"
وہ اس کی بات دہرا کر فوراً اس کے کمرے سے نکل آئی تھی۔



پھر کتنے بہت سارے دن گزر گئے۔ اس دوران ماموں جی کے کتنے فون آ چکے تھے کہ وہ کچھ دن ان کے پاس رہے اور وہ جانا تو چاہتی تھی لیکن صرف شہروز کی وجہ سے رکی ہوئی تھی کیونکہ ایک وہی تھی جس سے وہ اپنے دل کی ہر بات کہہ جاتا تھا اور گو کہ اسے شمع کے ذکر سے کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ اب تو وہ اس کا نام بھی نہیں سننا چاہتی تھی لیکن صرف اس لیے کہ شہروز کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا تھا۔ وہ گھنٹوں اس کے پاس بیٹھی رہتی اور آخر میں اسے سمجھاتی بھی ضرور تھی۔ اس وقت وہ اس بات پر کڑھ رہا تھا کہ بی بی اس کا پروپوزل لے کر کیوں گئیں۔
"میں نے اسے اپنے جذبوں کی ہوا بھی نہیں لگنے دی اور بی بی مجھے بتائے بغیر چلی گئیں۔ پتا ہے وہ کتنی ناراض ہوئی تھی۔"
[illegible] پوچھا تو وہ ناراضی سے بولا۔
"یہی کہ جب تک [illegible] کرتی ہے تو [illegible] میں اسے [illegible] تھی۔ اگر بی بی مجھ سے ذکر کرتیں تو میں [illegible] کر دیتا۔ بہرحال بی بی کو نہیں جانا چاہیے تھا [illegible] واقعی بہت ہرٹ ہوا ہوں۔"
"کوئی ہرٹ ہونے والی بات نہیں ہے' تم خوامخواہ محسوس کر رہے ہو۔ اب ایسا کرو' تم اس کی شادی کو سب سے زیادہ انجوائے کرنا تاکہ کسی شک وشبے کی گنجائش نہ رہے اور وہ سمجھ لے کہ تمہارے دل میں کبھی اس کا خیال ہی نہیں تھا' جب ہی تم اس کی شادی سے خوش ہو۔" اس نے ٹوکنے کے بعد کہا تو وہ پرسوچ انداز میں سر ہلا کر بولا۔
"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔"
"یہی طریقہ ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اسے کبھی خبر نہ ہو۔" اس نے مزید اکسایا۔
"کوشش کروں گا۔"
"ہاں اور دیکھو' یہ روگ اور جوگ وغیرہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم ماشاء اللہ اتنے ہینڈسم ہو' تمہارے لیے کمی تھوڑی ہے' دیکھنا میں کتنی اچھی لڑکی ڈھونڈوں گی۔ کہو تو شمع سے پہلے تمہاری شادی کرا دوں۔"
"بس' زیادہ جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو۔" وہ ٹوک کر اٹھ کھڑا ہوا تو وہ سستی سے اٹھتی ہوئی پوچھنے لگی۔
"سنو' صبح تم کب اٹھو گے؟"
"کیوں۔۔۔؟"
"مجھے ماموں جی کے ہاں جانا ہے۔" اس نے کہا تو وہ فوراً بولا۔
"کل چھٹی کا دن ہے۔ میں دیر سے اٹھوں گا۔"
"پہلے مجھے چھوڑ آنا پھر چاہے سارا دن سوتے رہنا۔"

کیا۔ تمہیں اگر [illegible] جانا ہے تو بابا کے ساتھ [illegible]

[illegible] کر اس روم میں بند ہو گئی تو وہ بڑبڑاتے ہوئے [illegible] کمرے میں آگئی اور [illegible] سوتے [illegible] کر [illegible] کی تعمیل کر صبح کے لیے کپڑوں کا انتخاب کیا پھر [illegible] سے ناشتے تک کر کے لیٹ گئی۔

اس نے معمول کے مطابق حما کے ساتھ مل کر [illegible] پھر شہروز کو اٹھانے اس کے کمرے میں جا کر [illegible] کھڑکیوں سے پردے ہٹائے پھر اس کا کندھا ہلا کر اٹھنے کو کہا لیکن اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ تو اس کے نیچے سے تکیہ کھینچ کر اسے مارتے ہوئے بولی۔

"اٹھو نا! مجھے ماموں جی کے ہاں جانا ہے۔"

"بابا سے کہو۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر کروٹ بدل گیا۔

"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ فوراً اٹھ جاؤ۔ میں تیار ہو کر آرہی ہوں۔"

وہ اسے جھنجھوڑ کر کمرے سے نکلی تو حما اسے ہی ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ دیکھتے ہی چیخی۔

"کہاں چلی جاتی ہو۔ ادھر بابا اور بی بی ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں۔"

"شہروز کو اٹھا رہی تھی۔"

"وہ آج جلدی کہاں اٹھے گا۔ چلو پہلے ناشتا کرلیں۔" حما نے کہا تو وہ اس کے ساتھ ڈائننگ روم میں آگئی اور سلام کر کے بیٹھی تو بی بی پوچھنے لگیں۔

"تم کب جاؤ گی؟"

"میں ابھی جانا چاہتی ہوں تاکہ شام میں واپس آسکوں لیکن شہروز اٹھ ہی نہیں رہا۔" اس نے کہہ کر شہروز کے نہ اٹھنے پر منہ پھلا لیا تو بی بی اس کا گال تھپک کر بولیں۔

"تم ناشتا کر کے تیار ہو جاؤ۔ میں اسے اٹھا دوں گی۔"

"جی۔!" وہ اپنی پلیٹ پر جھک گئی، بہت عجلت میں ناشتا کر کے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے تیار ہونے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگائی صرف اس لیے کہ وہ رات میں

ماموں جی کے ہاں نہیں رکنا چاہتی تھی جب ہی اس وقت جلدی کر رہی تھی [illegible] ہو کر [illegible] کے لیے گئی ہے اس کے حساب سے صبح سے شام تک [illegible] شہروز کو بھی ایک بھاری تھی لیکن وہ جلدی اٹھنے [illegible] تھا۔

"[illegible] میں ایک [illegible] لیکن تمہیں بالکل بھی احساس نہیں ہے [illegible]"

[illegible]

"کسی اور دن نہیں جاسکتی تھیں، ضرور ہی آج میری نیند خراب کرنی تھی۔ مزے میں سو رہا تھا، اٹھا دیا صبح ہی صبح۔"

"صبح ہی صبح۔" اس نے سر جھٹکا پھر ناراضی سے گویا ہوئی۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

"ماشاء اللہ کیا کہنے۔ واہ واہ، واہ واہ۔" وہ جھنجلا کر داد دے رہا تھا۔

"تمہاری صحبت کا اثر ہے۔" وہ کہہ کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس کا خیال تھا کہ عدیل بھائی کی بیوی رضوانہ بھابھی ابھی نہیں آئی ہوں گی جب ہی مامی جی اکیلے پن کی وجہ سے اس سے آنے پر اتنا اصرار کر رہی تھیں لیکن ایسا نہیں تھا۔ رضوانہ بھابھی آچکی تھیں البتہ بہت اکھڑی اکھڑی سی تھیں۔ اس سے بھی ایسے ہی انداز میں ملیں اور جس طرح اسے دیکھ کر ان کی پیشانی پر ناگواری کی لکیر ابھری تھی، اس سے وہ مزید بددل ہو گئی۔ اگر ماموں جی اور مامی جی کا خیال نہ ہوتا تو اسی وقت واپسی کا سوچتی۔ لیکن ان کی محبت سے مجبور تھی۔ پھر بھی اسے سارا دن رہنا بہت مشکل لگ رہا تھا کیونکہ اس نے کبھی ایسا ماحول نہیں دیکھا تھا، جس

[illegible] سن رہی تھی کہ برآمدے سے رضوانہ بھابھی کے تیز تیز بولنے کی آواز پر اس کا دھیان ادھر منتقل ہو گیا۔ وہ پتا نہیں کس سے کہہ رہی تھیں۔

"میں سب جانتی ہوں، تمہارا پہلے ہی سے اس کے ساتھ چکر تھا جب ہی تو میرے پیچھے بلا لیا تھا اسے اور ابھی بھی۔"

"لاحول ولا..." ماموں جی نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا تو وہ سادگی سے پوچھنے لگی۔

"کیا ہوا ماموں جی!"

"کچھ نہیں بیٹا۔ اسے عادت ہے چیخنے چلانے کی، تم خیال نہیں کرنا۔" ماموں جی نظریں چرا کر بولے پھر واپس اپنی جگہ بیٹھ کر پوچھنے لگے۔

"میں کیا کہہ رہا تھا؟"

"کس سے لڑ رہی ہیں بھابھی؟" اس کا دھیان ادھر ہی تھا۔

"کسی اور کی آواز آ رہی ہے؟ پاگل ہے، دیواروں سے لڑتی ہے۔" ماموں جی نے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں دیکھوں۔"

"نہیں..." ماموں جی نے روکا لیکن وہ ان سنی کرتے ہوئے دروازہ کھول کر برآمدے میں نکلی تو پہلی نظر عدیل پر پڑی جو اشارے سے بیوی کو خاموش کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اسے دیکھا تو سٹپٹا کر دوسری طرف گھوم گئے اور شاید ان کے سٹپٹانے سے سمجھ کر ہی رضوانہ بھابھی نے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر

[illegible]

وہ مزید گلا پھاڑ رہی تھیں کہ عدیل نے کلائی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کمرے میں لے گئے تب اس نے بمشکل دو قدم پیچھے ہٹ کر دیوار کا سہارا لیا تھا۔

"تم یہاں کیوں آ گئیں۔ اندر چلو۔" مامی جی نے آ کر اسے واپس کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کیا۔ پھر اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کہنے لگیں۔

"اس کا دماغ خراب ہے، شکی عورت۔ کسی کا آنا برداشت نہیں کرتی لیکن تم پروا مت کرو۔ یہ اس کے باپ کا گھر نہیں ہے، تمہارے ماموں کا گھر ہے۔ جب چاہے آؤ جاؤ۔"

وہ کیا کہتی۔ گم صم سی انہیں دیکھے جا رہی تھی۔

"بچی پریشان ہو گئی ہے۔" ماموں جی نے اسے دیکھ کر کہا تو مامی جی اس کا ہاتھ ہلا کر بولیں۔

"ارے یہ تو روز کا معمول ہے۔ کچھ دن یہاں رہ کر دیکھو۔ عادی ہو جاؤ گی۔"

"نہیں۔ میں گھر جاؤں گی۔" وہ رہنے کا سن کر گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہاں ہاں۔ چلی جانا۔ ابھی بیٹھو آرام سے۔ کھانا پک گیا ہے۔ میں یہیں دسترخوان بچھا دیتی ہوں۔"

مامی جی کہتی ہوئی اٹھ کر چلی گئیں تو وہ سہمی ہوئی سی ماموں جی کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"آپ مجھے چھوڑ آئیں گے؟"

"ہاں لیکن ابھی نہیں، شام میں۔" ماموں جی

کہا تو وہ [illegible] لہجے میں بولی۔
"شام میں تو شہروز [illegible]"
"پھر کیا مشکل ہے۔ [illegible] آرام سے۔"
[illegible] نے کہا تب ہی [illegible] آگئے۔ ایک [illegible] بچی کو سنبھالے اور دوسرا ہاتھ بیٹے کے کندھے پر [illegible] سے [illegible] نظریں چرا کر بولے۔
"[illegible] کو چھوڑ گئی ہے۔"
"[illegible] وجہ سے؟" وہ بے اختیار بولی تھی۔
"نہیں۔ اسے بتانا چاہیے ہوتا ہے۔ [illegible] آئیں تو [illegible] سے لڑ کر چلی جاتی۔"
[illegible] نے کہہ کر بچی اسے تمہاری اور بیٹے کو ماموں جی کے پاس بھیج کر خود کمرے سے نکل گئے تو وہ حیران ہو کر بولی۔
"بچوں کو کیسے چھوڑ جاتی ہیں۔"
"کہتی ہے بچے میں میکے سے نہیں لائی تھی۔"
ماموں جی کی ذرا سی ہنسی میں استہزا کے ساتھ تاسف اور دکھ تھا پھر بچے سے بولے۔
"جاؤ بیٹا! دادی سے کہو۔ کھانا جلدی لائیں۔"
"میں جاتی ہوں۔" وہ کمرے کا دروازہ پورا کھول کر باہر نکلی تھی۔
پھر کھانے کے بعد بچی کو سلاتے سلاتے وہ خود بھی اس کے ساتھ سو گئی تو شام میں شہروز کے آنے پر ہی مامی جی نے اسے اٹھایا تھا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ ابھی نہ جائے۔
لیکن وہ اب کہاں رک سکتی تھی۔ بہت عجلت میں منہ ہاتھ دھو کر ہاتھوں سے بال سنوار لیے اور مامی جی سے پھر جلدی آنے کا کہہ کر باہر نکل آئی تھی۔
"سنو۔۔۔ مجھے یہ شوفروں والی ڈیوٹی سخت گراں گزرتی ہے۔" شہروز نے اس کے بیٹھتے ہی گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ کچھ بے دھیانی میں بولی۔
"ہمایوں آجائیں پھر تمہیں چھٹی مل جائے گی۔"
"ارے واہ! آج تو تم نے خود اعتراف کر لیا کہ ہمایوں بھائی کے آتے ہی تم انہیں پیاری ہو جاؤ گی۔" شہروز کے ہنسنے پر وہ بوکھلا گئی۔

"[illegible] میں [illegible]"
"ابھی۔۔۔" وہ ایک [illegible] [illegible] کوئی ایسی بات نہیں [illegible] [illegible] ابھی [illegible] [illegible] بعد [illegible] فون کیا تھا [illegible] لیے [illegible] کہا ہے۔"
"پھر میں کیا کروں؟" اس نے بظاہر [illegible] مظاہرہ کیا جب کہ اندر [illegible] گئی تھی۔
"پوچھو گی نہیں ہمایوں بھائی نے کیا [illegible]" اس نے احتیاط سے موڑ کاٹنے کے بعد اسے دیکھا تو وہ ہنوز لاپروائی سے بولی۔
"نہیں۔۔۔"
"ہما سے بھی مت پوچھنا۔"
وہ قدرے چڑ کر بولا تو وہ ہنسنے لگی پھر جیسے ہی اس نے گاڑی روکی فوراً اتر کر اندر آگئی اور پہلے بابا، بی بی کو سلام کیا اس کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو ہما کو تکیے میں منہ چھپائے لیٹے دیکھ کر کچھ ٹھٹک گئی کیونکہ یہ سونے بلکہ لیٹنے کا وقت بھی نہیں تھا۔
"ہما۔۔۔!" اس نے آہستہ سے پکارا اور جواب نہ آنے پر تکیہ کھینچا تو ہما جھنجھلا کر بولی۔
"کیا مصیبت ہے؟"
"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔" اس نے بیٹھتے ہوئے تشویش سے پوچھا تو وہ منہ پھلا کر بولی۔
"اللہ کرے میں مر جاؤں۔"
"ہائے اللہ نہ کرے۔ دو وقت مل رہے ہیں۔ کوئی اچھی بات منہ سے نکالو۔" اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر ٹوکا تو ہما جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے؟"
"پاگل مت بنو، یہ بتاؤ ہوا کیا ہے؟" اس نے اب ڈانٹ کر پوچھا تو وہ ناراضی سے بولی۔
"میں پڑھنا چاہتی ہوں، ایم اے، پی ایچ ڈی۔ اس کے بعد بھی۔"
"تو کس نے روکا ہے۔ ضرور پڑھو۔۔۔" اس نے کہا

وہ اچھل کر بولی۔
"ضرور پڑھو جو تم نے کہا اور میں نے پڑھ لیا۔"
"سنو، فضول جملے کرنے کے بجائے اصل بات بتاؤ
ناکہ میں۔۔۔"
"تم کچھ نہیں کر سکتیں۔" ہما اس کی بات پوری ہونے سے پہلے بول پڑی۔ "بی بی کو تم جانتی ہو جو سوچ لیتی ہیں وہی کرتی ہیں۔"
"کیا کیا ہے بی بی نے؟"
"میری شادی طے کر دی ہے۔" وہ ہما کی ناراضی یکسر نظر انداز کر کے اچھل پڑی۔
"واقعی۔۔۔" پھر اس کے گھورنے پر خائف سی ہو کر کہنے لگی۔ "لیکن وہ کیا نام ہے تمہارے منگیتر کا۔ ہاں واثق میرا مطلب ہے ان لوگوں کو تو کوئی جلدی نہیں تھی۔"
"منگنی کرتے وقت سب یہی کہتے ہیں۔"
"اور اب کیا کہہ رہے ہیں؟"
"واثق باہر جا رہے ہیں اور ان کی امی چاہتی ہیں کہ وہ شادی کر کے بیوی کو بھی ساتھ لے جائیں۔"
ہما نے بتایا تو اب وہ اس کی ناراضی کی پروا کیے بغیر خوش ہو کر بولی۔
"یہ تو اچھی بات ہے بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ میں باقی تفصیل بی بی سے پوچھتی ہوں تم تو ایسے ہی رو رو کر بتاؤ گی۔ پاگل نہ ہو تو۔۔۔"
وہ اٹھ کر جانے لگی تو ہما پکار کر بولی۔
"سنو۔۔۔ تمہیں یاد نہیں ہے۔ بی بی نے کہا تھا' وہ ہم دونوں کی شادی ایک ساتھ کریں گی۔"
"کیا مطلب؟"
"جاؤ پوچھو بی بی سے کہ انہوں نے ہمایوں بھائی کو فوراً آنے کو کیوں کہا ہے۔" ہما نے کہا تو وہ واپس اس کے پاس آ بیٹھی اور مسکرا کر بولی تھی۔
"تو یہ بات ہے۔"



اس کا شمع کی شادی میں جانے کا کوئی پروگرام نہیں

تھا لیکن بی بی نے خاص طور سے [illegible]
منگنی کے [illegible]
تھے۔ جنہیں، کچھ [illegible]
نائید کے متعلق اسے [illegible]
جب بی بی نے اپنے بیٹے [illegible] بہو کہہ کر [illegible] تب اس کی سمجھ میں آیا [illegible] تیاری پر اتنا زور کیوں دے رہی [illegible] شادی کو اس نے جتنا ہما کے ساتھ [illegible] اسی قدر شہروز کی اتری شکل دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی۔ ولیمے کی تقریب کے بعد سب گھر واپس آئے۔ وہ ہما کے اشارے پر شہروز کے پیچھے اس کے کمرے میں چلی آئی تو وہ ناگواری سے پوچھنے لگا۔
"کیا بات ہے؟"
"کچھ نہیں' میں یونہی ذرا تمہارے پاس بیٹھنا چاہتی ہوں۔" وہ اس کی ناگواری سے اندر ہی اندر خائف ضرور ہوئی تھی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔
"کوئی ضرورت نہیں۔ جاؤ اپنے کمرے میں۔"
شہروز نے روکھے پن سے کہا تو وہ قصداً تیز ہو کر بولی۔
"نہیں جاؤں گی تو کیا کرو گے۔ دھکے دے کر نکالو گے؟"
"نہیں۔ خود چلا جاؤں گا۔" وہ کہہ کر جانے لگا تو وہ فوراً راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔
"جس کے حصول کی تم نے کوشش ہی نہیں کی' اس کے چھن جانے کا غم کیسا۔۔۔؟ میں تمہیں رونے نہیں دوں گی۔ اگر تم روؤ گے تو میں تم سے زیادہ روؤں گی۔"
"نہیں' میں نہیں روؤں گا۔" وہ غالباً اس کے رونے کے خیال سے فوراً بولا تھا۔
"پکی بات۔۔۔"
"ہاں۔ اب تم جاؤ پلیز۔۔۔" وہ عاجزی سے کہہ کر رخ موڑ گیا۔ تو وہ کچھ دیر اس کی پشت کو دیکھتی رہی پھر مزید کچھ کہنے کا ارادہ ملتوی کر کے اس کے کمرے سے نکل آئی۔

"نہیں ہوا؟" ہما اس کے انکار میں جیسی تھی۔ دیکھنے لگی، پوچھنے لگی۔ "کیا مطلب؟ نہیں ہے۔"
"کچھ نہیں۔" وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی بہت [illegible] اور خود اپنے کپڑے لے کر [illegible] میں بند ہو گئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ کپڑے بدل کر واپس آئی تو ہما [illegible] جانے کیا سوچ رہی تھی۔ اس نے ایک لمحہ رک کر اسے دیکھا لیکن ٹوکا نہیں۔ اور [illegible] کرنے کے بعد لائٹ آف کر کے اس [illegible] اپنی جگہ پر لیٹ کر انتظار کرنے لگی کہ ہما ضرور کچھ کہے گی لیکن ہما اس کی طرف سے کروٹ بدل گئی۔ تب اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں لیکن اسے شہروز کی طرف سے دھڑکا لگا ہوا تھا' جب ہی نیند آ کے نہیں دی۔ کتنی دیر کروٹیں بدلتی رہی پھر اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنی ریسٹ واچ اٹھا کر ٹائم دیکھا۔ تین بج چکے تھے تو مایوس ہو کر وہ دوبارہ لیٹ گئی۔ کیونکہ اس وقت شہروز کے کمرے میں جانا کسی طرح مناسب نہیں تھا اور پتا نہیں وہ جاگ بھی رہا تھا یا سو گیا تھا۔

صبح سب بہت دیر سے اٹھے تھے' وہ جب ڈائننگ روم میں آئی تو وہاں صرف بی بی ناشتا کر رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر پوچھنے لگیں۔
"شہروز اٹھا کہ نہیں؟"
"پتا نہیں بی بی! میں نے دیکھا نہیں۔" وہ اس خیال سے کھڑی رہی کہ بی بی شہروز کو اٹھانے کو کہیں گی لیکن اس کے برعکس انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارا کر دیا۔
"چلو تم ناشتا کر لو۔"
"ہما نے کر لیا؟" اس نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں' آج سب نے اکیلے اکیلے ہی کیا۔ رات بہت دیر ہو گئی تھی جب ہی سب اپنی مرضی سے اٹھ رہے ہیں۔"
بی بی ناشتے کے لوازمات اس کے سامنے کھسکاتے ہوئے بول رہی تھیں' تب ہی ہما دروازے میں آ کر بہت عجلت میں بولی۔
"بی بی! ہمایوں بھائی کا فون ہے۔"

بی بی تو ہما کو لے کر چلی گئیں تو [illegible] ہو [illegible] کی طرف [illegible] وہ [illegible] کو سوچنے لگی تھی کہ شاید وہ اپنے آنے کا [illegible] جیسا [illegible] اسے [illegible] تھا کہ بی بی نے انہیں [illegible] کیا ہے کیونکہ وہ دونوں کی شادی ساتھ کرنا چاہ رہی ہیں۔
"پتا نہیں کیا طے پایا ہے [illegible] ہمایوں کے ساتھ۔"

وہ آئندہ کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ [illegible] آ کر چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ جس کی سرخ بوجھل آنکھیں وعدہ خلافی کی گواہ تھیں۔
"تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم نہیں روؤ گے۔" وہ ٹوکے بغیر نہیں رہ سکی۔
"ہاں' لیکن میں شمع کے لیے نہیں رویا۔" اس نے اعتراف کے ساتھ کہا تو وہ حیران ہو گئی۔
"پھر؟"
"پتا نہیں' میں نہیں جانتا' مجھے اچانک کیا ہوا تھا۔ بس ایک انوکھا سا احساس تھا جس نے میرے اندر بے چینی پھیلا دی تھی پھر میں روتا چلا گیا۔" وہ بے بسی سے بول رہا تھا۔
"پھر۔۔۔ میرا مطلب ہے' کیا ملا' کیا تم نے اس احساس کو پا لیا۔" اس نے پوچھا تو وہ ہونٹ بھینچ کر سر جھکا کر بولا۔
"بتاؤ ناں!" وہ متجسس تھی۔
"پتا نہیں۔" صاف ٹالنے والا انداز تھا۔ وہ چڑ گئی۔
"تم جھوٹے ہو' پکے جھوٹے۔ آئندہ مجھ سے بات مت کرنا۔" اس کے ساتھ ہی کرسی دھکیل کر وہاں سے چلی آئی۔



پھر کتنے دن گزر گئے' بی بی نے اس کی اور ہما کی شادی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ شاپنگ کے لیے وہ خود ان دونوں کو ساتھ لے کر جاتیں۔ جس سے بہت جھنجلائی ہوئی تھی جب کہ وہ خوش [illegible]

[illegible] کے ساتھ اس کی با قاعدہ [illegible]
[illegible] منگنی کی انگوٹھی ضرور
[illegible] مضبوط نہیں تھا پھر
[illegible] تھی۔ بہرحال بی بی نے
[illegible] ایک ہفتے بعد کی تاریخ طے کی تھی
[illegible] انہیں چھٹی نہیں مل رہی تھی۔ اور
[illegible] بی بی سے کہا بھی کہ وہ ابھی ہما کی شادی
[illegible] لیکن بی بی نہیں مانیں۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ
[illegible] کہنے کا موقع نہیں دینا چاہتیں کہ اپنی بیٹی بیاہ
[illegible] بھتیجی کا کوئی خیال نہیں۔ اس بات سے بابا
بھی متفق تھے، جب ہی ہمایوں کا کوئی عذر نہیں سنا گیا۔
بلکہ بابا نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر انہیں چھٹی
نہیں مل رہی تو وہ جاب چھوڑ کر آجائیں، جس پر وہ
بہت جز بز ہو کر بولے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ میں آجاؤں گا اور اگر نہ آسکا تو آپ
ثوبیہ کو یہاں بھیج دیجیے گا۔"

"ایسے کیسے بھیج دوں، بغیر نکاح کے۔" بابا کے غصے
پر وہ سٹپٹا کر بولے تھے۔

"نکاح یہاں ہو جائے گا یا فون پر۔"

"نہیں تم آؤ گے۔" بابا نے فون پٹخ دیا تھا۔

اور شاید بابا اور بی بی دونوں کو یقین تھا کہ ہمایوں
مقررہ تاریخ تک ضرور آجائیں گے اس لیے دونوں
مطمئن تھے۔ انہوں نے بچوں کے سامنے ہمایوں کے
ساتھ ہونے والی گفتگو کا تذکرہ بھی نہیں کیا تھا۔ جب
ہی وہ مگن سی تھی اور تیاریوں میں وقت بھی تیزی سے
گزر رہا تھا۔ جب دس دن رہ گئے تو ماموں جی اسے لینے
آگئے۔

"میں چاہتا ہوں، ثوبیہ میرے گھر سے رخصت
ہو۔" ماموں جی نے بابا سے کہا تو وہ بی بی کو دیکھنے لگے۔

"یہ آپ کی خواہش ہے؟" بی بی نے کچھ سوچ کر
پوچھا تو وہ سہولت سے بولے۔

"خواہش کے علاوہ یہی مناسب ہے، کیونکہ اسے
وہیں آنا ہے۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔" بابا نے بے اختیار

[illegible] ہوئی تھی۔

"پھر کیا [illegible]؟"

"ابھی سے [illegible]"
ماموں جی دنوں کا حساب کرنے [illegible]
لگے۔

"ہمایوں کب آ رہا ہے؟"

"وہ ایک دو دن پہلے آئے گا یا ہو سکتا ہے نہ
آئے۔" بی بی نے قصداً سرسری انداز اختیار کیا تو
ماموں جی چونک کر بولے۔

"کیا مطلب؟"

"اسے ابھی تک چھٹی نہیں ملی اور پتا نہیں ملتی بھی
ہے کہ نہیں۔ بہرحال ہم نے سارا انتظام کر لیا ہے،
ثوبیہ کے ویزا اور ٹکٹ وغیرہ کا۔ اگر ہمایوں نہ آسکا تب
بھی فون پر نکاح کر کے ہم اسے یہاں سے رخصت
کر دیں گے۔"

بی بی کا انداز ہنوز تھا جیسے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں
ہے۔ جب کہ ماموں جی پُرسوچ انداز میں نفی میں سر
ہلانے لگے تھے پھر کتنی دیر بعد انہیں دیکھ کر بولے۔

"نہیں، فون پر نکاح نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں.... میرا مطلب ہے، آپ کو کیا اعتراض
ہے؟" بابا نے پوچھا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر شریعت اجازت
دیتی ہے تو آپ بے شک فون پر نکاح کر کے رخصت
کریں۔"

ماموں جی نے شرعی مسئلہ اٹھا کر بابا اور بی بی کو
سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ویسے آپ کو جلدی کیا ہے۔ انتظار کریں، جب
ہمایوں آئے گا تب شادی ہو جائے گی۔" ماموں جی نے
ان کے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد کہا تو بی بی اپنی
سوچ سے نکل کر بولیں۔

"ہمایوں اگر دو سال تک نہ آئے تو؟"

"دو سال بعد شادی ہو جائے گی۔" ماموں جی نے
بڑے آرام سے کہہ دیا تو بی بی جز بز ہو کر بولیں۔

"نہیں، شادی اس مقررہ تاریخ پر ہی ہوگی، اگر فون

[illegible]

"ابھی بات ہے ... مجھے اجازت دیجئے۔" ماموں جی

[illegible]

❂ ❂ ❂

"چلو، دن کے بعد تمہاری ڈیوٹی ختم ہو جائے گی۔"
شہروز کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہی بولی تو وہ گاڑی کے شیشے میں ایک نظر اس پر ڈال کر پوچھنے لگا۔
"کیوں، واپس کس کے ساتھ آؤ گی؟"
"بابا، بی بی، تم اور ــــ" وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر مسکرائی تو وہ بھنویں اچکا کر بولا۔
"وہ تو تمہیں لینے پوری برات آئے گی۔" وہ خاموش رہی تو قدرے توقف سے کہنے لگا۔ "ابھی تو پورا ایک ہفتہ ہے۔ اتنے دن تم ماموں جی کے ہاں کیسے رہو گی؟"
"مجبوری ہے۔" وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "ورنہ تمہیں پتا ہے میرا وہاں دل نہیں لگتا۔"
"تو مت جاؤ، کوئی زبردستی تو نہیں ہے۔ بس ابھی کھڑے کھڑے مل کر میرے ساتھ ہی واپس آجانا۔"
شہروز نے کہا تو وہ مایوسی سے نفی میں سر ہلا کر بولی۔
"نہیں۔ یہ طے ہو چکا ہے کہ مجھے ماموں جی کے گھر سے رخصت ہونا ہے۔"
"تو اس کے لیے ضروری تو نہیں کہ تم ایک مہینہ پہلے سے یہاں آجاؤ۔ ایک دن پہلے آجانا۔"
"نہیں اچھا ہے مجھے یہیں سے عادت ہو جائے پھر آگے۔" وہ خاموش ہو گئی تو وہ بول پڑا۔
"ہمایوں بھائی کے ساتھ جاتا ہے۔"

[illegible]

"وہاں سے ... میں آنکھوں تک ..."

... تھا۔
"بہلاؤ مت مجھے۔ میں جانتی ہوں۔" ... ہے۔" اس نے الجھ کر ٹوکا تو وہ کچھ دیر خاموشی ... ڈرائیو کرنے کے بعد پوچھنے لگا۔
"یہ بتاؤ، تم کیا چاہتی ہو؟"
"میں ــــ"
"ہاں، جو تمہارے دل میں ہے، بلا جھجک کہہ ڈالو۔" شہروز نے نرمی سے اس کی ہمت بندھائی تو سوچنے کے بعد کہنے لگی۔
"میں یقین سے نہیں کہوں گی لیکن شاید میں چاہتی ہوں کہ ہمایوں یہیں آجائیں ہمیشہ کے لیے۔ اس کی وجہ بھی شاید یہی ہے کہ میرا کہیں اور دل نہیں لگتا۔ بابا اور بی بی سے کہو نا کہ وہ ہمایوں کو فورس کریں۔"
"تمہیں فورس کرنا ضروری ہے کیا؟" اس ... وہ سمجھی نہیں۔
"کیا مطلب؟"
"میں جو ہوں اور میرا کہیں باہر جانے کا پروگرام نہیں ہے۔" اس کے معنی خیز لہجے ... نہیں سمجھی۔
"تم اپنی بات مت کرو۔"
"میں اپنی ہی بات کروں گا۔" وہ زور دے کر ... "اپنی اور تمہاری، تمہارا دل صرف وہیں لگتا ہے ... میں رہتا ہوں اور میرا دل۔"
"شہروز!" وہ چیخ پڑی۔ "میں اس وقت ... برداشت نہیں کر سکتی۔"
"ہاں تو ہم تو مائل بہ کرم ہیں۔"

[illegible] اور زور سے چیخی تو وہ ہنسنے لگا۔ پھر [illegible] کر بولا۔
"[illegible] مکمل کرنے دو۔"
"[illegible] میں ستاروں کی تمہیں اگر تم نے اس شعر کی [illegible] سچ مچ غصہ آگیا تھا تو وہ اس کا سرخ چہرہ [illegible] کر خاموش ہو رہا، پھر جب گاڑی روکی تب انجان [illegible] کر پوچھنے لگا۔
"[illegible] کب آؤں؟"
"مجھے نہیں پتا۔" وہ کہہ کر اتر گئی تو پکار کر بولا۔
"سنو... سوچنا ضرور۔"
"کیا...؟"
"ہم تو مائل بہ کرم ہیں..."
وہ کہہ کر گاڑی بھگا لے گیا تو وہ کچھ دیر اس کے پیچھے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر اندر آ گئی۔
ماموں جی اپنے پوتے احمد کے ساتھ لڈو کھیل رہے تھے اس نے سلام کیا تو خوش ہو کر بولے۔
"وعلیکم السلام... آؤ بیٹا! آؤ۔ میں ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ کل تمہیں لے آؤں گا۔"
"مامی جی کہاں ہیں؟" اس نے احمد کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔
"ابھی تو یہیں تھیں، کچن میں ہوں گی۔ تم بیٹھو۔" ماموں جی نے پیچھے کھسکتے ہوئے اس کے لیے جگہ بنائی۔
"میں مامی جی سے مل لوں۔"
وہ بیگ وہیں رکھ کر کمرے سے نکلی تو برآمدے میں عدیل سے سامنا ہو گیا لیکن وہ رکی نہیں، سلام کرتے ہوئے سیدھی کچن میں آگئی۔ مامی جی کی گود میں عدیل کی بچی کو دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ رضوانہ بھابھی یا تو ابھی تک آئی نہیں یا پھر لڑ کر چلی گئی ہیں۔
"السلام علیکم مامی جی!" اس نے سلام کیا تو مامی جی چونک کر بولیں۔
"ارے، تم کب آئیں؟"
"ابھی..." وہ مسکرائی پھر بچی کا گال چھو کر پوچھنے لگی۔ "بھابھی پھر چلی گئیں؟"
"وہ جب سے آئی ہی نہیں اور اچھا ہے اب نہ آئے۔ سکون برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ چلو تم اندر چل کر بیٹھو۔ میں وہیں آ رہی ہوں۔"
"لائیے اسے مجھے دے دیں۔" وہ ان کی گود سے بچی کو لے کر دوبارہ اندر آ گئی اور ماموں جی کے پاس بیٹھ کر ان کا گیم دیکھنے لگی۔
کچھ دیر بعد مامی جی کمرے میں آتے ہی پوچھنے لگیں۔
"ہمایوں آگیا؟"
"نہیں..." وہ ماموں جی کے سامنے ہمایوں کا نام لیے جانے پر کچھ سمٹ گئی تھی لیکن مامی جی کو احساس نہیں ہوا، مزید پوچھا۔
"آئے گا بھی یا نہیں؟"
"جی!" وہ حیران ہو گئی کہ یہ کیسا سوال ہے۔ تب ماموں جی نے پہلے اشارے سے مامی جی کو خاموش کرایا پھر اس سے کہنے لگے۔
"بیٹا! اس دن تمہاری تائی جی بتا رہی تھیں کہ ہمایوں کو چھٹی نہیں مل رہی، اس لیے وہ شاید ہی آئے البتہ تمہارے جانے کا انہوں نے پورا انتظام کر دیا ہے۔ اس لیے تمہاری مامی نے پوچھا ہے کہ شادی یہیں ہو گی یا وہاں؟"
وہ ماموں جی کی بات سن کر حیران رہ گئی کہ اس گھر میں رہ کر اسے یہ سب معلوم نہیں ہو سکا۔ اب پتا نہیں وہ اتنی بے خبر تھی یا بابا، بی بی نے قصداً اسے بے خبر رکھا تھا۔ کچھ بھی تھا، وہ بہرحال اب پریشان بھی ہو گئی تھی کہ مامی جی کو کیا جواب دے جو منتظر کھڑی تھیں پھر خود ہی کہنے لگیں۔
"ایسی کیا جلدی ہے، جہاں اتنا انتظار کیا وہاں ایک آدھ سال اور سہی۔"
وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی جب ہی خاموش رہی۔ جب کہ اس کے اندر عجیب سی بے چینی پھیل گئی تھی۔ دل چاہا، اسی وقت فون کر کے شہوز یا ہمایوں سے پوچھے کہ اس کے بارے میں کیا طے پایا ہے، لیکن پھر اس خیال سے خود کو باز رکھنے کی سعی

کرنے لگی کہ اس طرح ماموں جی اور مامی جی یہ بات
[illegible] کہ انھوں نے [illegible] اس [illegible]
اس گھر میں نہیں کتنا [illegible] ہیں کہیں سے غلط نہیں
تھا اب ہی اس نے خود کو سمجھایا تھا۔
اسے بابا اور پاپا کی محبت پر بھی شک نہیں تھا جس
کے خیال میں اگر انھوں نے اسے یہ صورت حال
نہیں بتائی تو صرف اس لیے کہ کہیں وہ پریشان نہ
ہو جائے یا پھر انہیں ہمایوں کے آنے کا یقین ہوگا۔ اور
واقعی یہ سچ تھا دوسری صورت میں بھی وہ اسے بھیجنے کا
انتظام کر چکے تھے۔ جس سے ظاہر تھا کہ ان کا مقصد ہما
کے ساتھ ساتھ اس کے فرض سے سبکدوش ہونا
ہے۔ بہرحال اس رات وہ ہر پہلو سے سوچنے کے بعد
اس طرف سے تو مطمئن ہو گئی تھی لیکن جہاں ہمایوں
کا خیال آیا وہاں اس کا دل انجانے اندیشوں میں گھر گیا
تھا جنہیں دباتے دباتے وہ سو گئی تھی۔
صبح جب وہ اٹھی تو کافی دن چڑھ آیا تھا۔ ماموں جی
اور عدیل آفس، احمد اسکول جا چکا تھا اور مامی جی بچی کو
بہلانے میں لگی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھا تو ناشتا لانے کو
اٹھنے لگیں لیکن اس نے روک دیا۔
"میں صرف چائے پیوں گی اور خود بنا بھی لوں گی۔"
وہ کہہ کر کچن میں چلی گئی اور کچھ دیر میں ہی چائے کا
کپ لے کر واپس مامی جی کے پاس آبیٹھی اور بچی کو
دیکھ کر بولی۔
"آپ اسے اس کی امی کے پاس کیوں نہیں بھیج
دیتیں۔"
"اسے اگر اپنے پاس رکھنا ہوتا تو چھوڑ کیوں جاتی۔
خیر اب تو یہ جلدی بہل جاتی ہے۔ ذرا اور بڑی ہوگی تو
پھر بالکل تنگ نہیں کرے گی۔ کیوں ننھی، میں ٹھیک
کہہ رہی ہوں نا۔"
مامی جی اس سے کہہ کر بچی سے بولنے لگیں۔ تب
ہی فون کی بیل پر اسے اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر لاؤنج میں
آگئی۔ ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا تھا کہ ادھر سے شہروز
دھونس سے بولا۔
"سنو، میں آفس سے واپسی پر تمہیں لیتا ہوا گھر
جاؤں گا۔"
"بکواس۔" اس نے [illegible] کر پوچھا تو ادھر [illegible]
[illegible]
"[illegible] تمہارے [illegible] گھر [illegible]"
"سونا [illegible] ہے اور [illegible] میں امریکہ چلی جاؤں
تب کیا کرو گے؟" وہ اس کی نقل اتار کر بولی۔
"تمہیں پہلے بہت روؤں گا پھر بہت ہنسوں گا [illegible]
نے کہا تو وہ اپنی بات سوچ کر پوچھنے لگی۔
"روؤ گے کیوں؟"
"تمہارے جانے پر۔"
"اور ہنسو گے کیوں؟"
"تمہارے آنے پر۔" ادھر جواب پہلے سے تیار
تھا۔
"اور اگر میں آؤں ہی نہ۔"
"تو میں روتا رہوں گا۔"
"بکواس نہیں کرو۔" وہ چڑ کر چیخی تھی۔
"ہاہاہا!" وہ پہلے زور سے ہنسا پھر ایک دم سنجیدہ ہو کر
بولا۔
"میں مذاق نہیں کر رہا۔"
"میں فون رکھ رہی ہوں۔" وہ روٹھ کر بولی۔
"ٹھیک ہے شام میں تیار رہنا۔" ادھر سے رابطہ
منقطع ہو گیا۔
"عجیب آدمی ہے۔ پتا بھی ہے کہ مجھے ہفتہ بھر یہاں
رہنا ہے۔ پھر بھی ایسی باتیں کرتا ہے پاگل نہ ہو تو۔"
وہ کچھ دیر وہیں کھڑی بڑبڑاتی رہی، پھر مامی جی کے
پاس آئی تو وہ پوچھنے لگیں۔
"کس کا فون تھا؟"
"شہروز تھا۔" وہ سرسری بولی تھی۔
"کیا کہہ رہا تھا۔؟" مامی جی جانے کیا جاننا چاہ رہی
تھیں۔
"کچھ نہیں، میرا مطلب ہے کوئی خاص بات نہیں
کی۔ شاید آفس میں فارغ بیٹھا تھا جب ہی مجھے فون
کر لیا۔" اس نے کہا تو مامی جی مایوسی سے بولیں۔
"اچھا۔! میں سمجھی، شاید ہمایوں آ گیا ہوگا۔"

[illegible]

"آپ مجھے بتا دیں ماہی جی! میں بنا دوں گی۔" وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں نہیں اب میں تم سے نہیں پکواؤں گی۔ چار دن رہ گئے ہیں تمہاری شادی میں' آرام سے بیٹھو۔ ہمارے وقت میں تو مہینہ بھر پہلے سے کام کی چھٹی مل جاتی تھی اور آگے سسرال میں بھی جب تک ہاتھوں سے مہندی نہیں اتر جاتی تھی۔"

ماہی جی کہتی ہوئی چلی گئیں تو اس نے بے اختیار دونوں ہتھیلیاں سامنے پھیلائیں اور سونی لکیروں میں الجھتے ہوئے سوچنے لگی۔

"کیا سچ مچ میری شادی ہو رہی ہے۔ مہندی' چوڑیاں' گجرے' ڈھولک کچھ بھی تو نہیں ہے۔ میرا اندر بھی خالی خالی ہے۔ کوئی گدگدانے والا احساس نہیں' کوئی بے قراری نہیں۔ کچھ تو ہو جو دل کے آنگن میں شہنائیاں گونجنے لگیں۔ ایسی خاموشی کیوں ہے۔"

"امی! ابو...!" وہ بے آواز صدائیں دینے لگی جب کہ آنسو ایک تواتر سے بہہ نکلے تھے۔

"کہاں ہیں آپ؟ مجھے اکیلا کیوں چھوڑ دیا' بی بی اور بابا بھی مجھے اکیلا بھیج رہے ہیں' اتنی دور' ہمایوں کے پاس۔"

"ہمایوں... ہمایوں...!" وہ اپنے اندر کے سناٹے سے گھبرا کر اس شخص کو پکارنے لگی' جس کے نام کی انگوٹھی پہن کر اسے ایک خوبصورت احساس ملا تھا

[illegible] کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہیلو...!" کچھ دیر بعد شہوز کی آواز ابھری تو وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"شہوز! میں پتا نہیں کیوں رو رہی ہوں۔"

"ہائیں! کیا مطلب ہے...؟" شہوز نے حیرت کے ساتھ ٹوکا۔

"میں نے کہا نا... مجھے نہیں پتا۔ میں بس بہت رو رہی ہوں۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"اچھا روؤ مت' میں ابھی آ رہا ہوں۔" اس نے بچوں کی طرح اسے بہلا کر یوں فون رکھا تھا جیسے بھاگا چلا آئے گا۔

اور واقعی وہ آ گیا' کال بیل کی آواز پر وہ گیٹ کے بجائے کچن کی طرف بھاگی تھی۔

"ماہی جی! میں ذرا شہوز کے ساتھ جا رہی ہوں' کچھ دیر میں آ جاؤں گی۔"

وہ عجلت میں بتا کر اسی تیزی سے باہر آئی تھی۔ پیچھے ماہی جی جانے کیا کہہ رہی تھیں۔ اس نے سنا ہی نہیں تھا اور گاڑی میں بیٹھتے ہی ناک سے سوں سوں کی آواز کے ساتھ بولی۔

"مجھے یقین تھا تم ہو گے' اس لیے میں ماہی جی سے کہہ آئی ہوں۔"

وہ اس کے روانی سے بہتے آنسو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا جب ہی فوراً کچھ بول نہیں سکا اور خاموشی سے ڈرائیونگ کے ساتھ بار بار ویو مرر میں اسے دیکھنے لگا جو رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔ آخر اس سے رہا نہیں گیا۔ ٹوک دیا۔

"بس کرو' کتنا روؤ گی...؟"

"پتا نہیں۔" وہ خود عاجز تھی۔

"کوئی بات ہوئی ہے...؟" وہ نرمی سے پوچھنے لگا۔

[illegible]

"بہت زیادہ دن نہیں ہوئے، تمہیں یاد ہوگا اس رات تم نے مجھے رونے سے منع کیا تھا۔" اس نے کہا تو وہ فوراً بولی۔

"اور تم پھر بھی روئے تھے۔"

"ہاں۔ بہت رویا تھا اسی طرح جیسے تمہارے آنسو تھم کے نہیں دے رہے، میں بھی بہت بے بس ہوگیا تھا۔"

"تمہیں پتا تھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟" وہ تخت پوش پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے جمائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں، میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ مجھے اچانک ایک انوکھا سا احساس ملا تھا، جس نے میرے اندر بے چینی پھیلادی تھی اور میں روتا چلا گیا۔"

وہ اسے اپنی بات یاد دلا کر پوچھنے لگا۔

"کیا تمہیں بھی کوئی نیا احساس ملا ہے۔"

"نہیں، میرے اندر بہت سناٹا ہے اور شاید میں سناٹے سے ڈر کر رو رہی ہوں۔" اس نے خود ہی قیاس

[illegible]

ہیں۔

"ارے۔ کیا ہوا بیٹا۔۔؟" بی بی اس کی [illegible] اور مسلسل بہتے آنسو دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"بی بی۔۔!" وہ بھاگ کر بی بی کے سینے سے جا لگی [illegible] پھوٹ پھوٹ کر رونے کے ساتھ جو منہ میں آیا [illegible] گئی۔

"بی بی! میں کہیں نہیں جاؤں گی، آپ کے پاس رہوں گی ہمیشہ۔۔۔ منع کردیں ہمایوں کو۔ میں شادی نہیں کروں گی۔"

"بیٹا۔۔۔بیٹا۔۔!" بی بی کبھی اس کا سر تھپکتیں کبھی پیٹھ لیکن وہ بری طرح مچل رہی تھی، بکھر رہی تھی۔ "میں تمہیں کہیں نہیں بھیج رہی بیٹا! تم رو مت۔ ہمایوں یہیں آجائے گا۔"

"نہیں۔ میں ہمایوں سے۔۔۔" وہ جھٹکے سے بی بی سے الگ ہو کر بولتے ہوئے ایکدم خاموش ہوگئی تو بی بی ٹھٹک کر اسے، پھر شہروز کو دیکھا لیکن وہ بہت مطمئن تھا، پھر بھی انہوں نے اسے ٹوک دیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو، اپنے کمرے میں جاؤ۔"

"جی۔۔!" وہ دروازے تک جا کر پھر پلٹ آیا اور اسے دیکھ کر بظاہر بہت معصومیت سے بی بی سے [illegible]

[illegible]

[illegible] تک کوئی محرم نہ ہو [illegible] تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں [illegible] کے ٹوکنے پر وہ فوراً کمرے سے [illegible] بولیں۔

[illegible] بیٹا! تمہیں پہلے بتانا چاہیے تھا کہ تم یہیں رہنا [illegible] میں ابھی تمہارے بابا اور ہمایوں کو بھی فون کرتی ہوں، جاؤ تم اپنے کمرے میں جا کر منہ ہاتھ دھوؤ۔"

وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتی ہوئی اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر گر کر تکیے میں منہ چھپا لیا۔ یہ بھی غنیمت کہ ہما کمرے میں نہیں تھی ورنہ اس کے سوالوں سے وہ مزید پریشان ہو جاتی جب کہ ابھی اسے خود اپنے سوالوں کے جواب نہیں مل رہے تھے۔

"میں کیوں رو رہی ہوں...؟ اس گھر سے دوری کا خیال ہے یا میں ہمایوں سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتی ہوں؟"

"لیکن میں تو منگنی پر خوش تھی پھر اب...؟"

"کیا ہو گیا ہے مجھے...؟"

"اور میرے اندر یہ نیا احساس کیسا ہے؟"

وہ اپنے سوالوں میں الجھتے اور پھر اپنے دل کو ٹٹولتے ٹٹولتے سو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

پھر جب اس کی آنکھ کھلی کمرے میں ملگجا سا اجالا تھا جو گویا شام ڈھل رہی تھی۔ وہ کچھ دیر سستی سے پڑی رہی پھر اٹھ کر منہ ہاتھ دھوئے اور بالوں میں برش

[illegible]

"میرے خدا..." وہ فوراً [illegible] آگے چل گئی۔

"بہت بری ہو تم، سارے گھر کو ٹینشن میں ڈال کر خود آرام سے سو گئیں۔ بابا، بی بی اور ہمایوں بھائی بھی

[illegible]

نجانے کیوں خاموش ہو گئی
تھی جب کہ وہ سننا چاہتی تھی کہ وہ اس کے رونے کا کیا
سبب بتاتا ہے لیکن اس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں
تھی۔ یونہی کتنے پل بیت گئے پھر خاموشی میں ہما کے
بجائے شہروز کی آواز ابھری تھی۔

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

"تم۔۔۔" وہ بے اختیار اس کی طرف پلٹ کر الجھ
گئی۔ "تم کیوں آئے؟"

"تمہیں دیکھنے۔" وہ ذرا سا مسکرایا پھر بڑھ کر کھڑکی
سے پردے سمیٹتے ہوئے کہنے لگا۔ "بالکل ایسا ہی میرے
ساتھ ہوا تھا۔ جب شمع کی شادی ہوئی تب میرے اندر
گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔ جس سے گھبرا کر میں نے اپنے دل
کو ٹٹولا تو وہاں میری یک طرفہ محبت کا کوئی نشان نہیں
تھا۔ پھر بھی میں اسے پکارتے پکارتے نڈھال ہو گیا تو
ہمیشہ کی طرح میری آزردگیاں سمیٹتے ہوئے اچانک تم
نے میرے دل کا دامن تھام لیا تھا۔ اور یہ احساس جتنا
خوش کن تھا' اس سے کہیں زیادہ تکلیف دہ۔ جب ہی
میں بہت رویا تھا۔

پھر خود کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے مجھے
تمہاری بات یاد آئی تھی۔ تم نے کہا تھا کہ جس کے
حصول کی میں نے کوشش ہی نہیں کی اس کا غم کیسا۔

[illegible]

کی زندگی میں تمہاری کتنی اہمیت ہے [illegible]
نے اپنی بات کی تھی۔

"تمہیں۔۔۔ سوچے بغیر کہ میری زندگی میں تمہاری کیا حیثیت
ہے کہ نہیں۔" وہ اچانک احساسِ توہین میں گھر گئی
تو وہ بری طرح سٹپٹا گیا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب؟"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں
پھر بھی اگر میرے منہ سے سننا چاہتے ہو تو سنو شہروز
احمد! جس طرح ہمایوں کی زندگی میں میری کوئی اہمیت
نہیں' اسی طرح تم بھی میرے لیے غیر اہم ہو۔"
اس نے چبا چبا کر کہا تو وہ مجرمانہ احساس میں گھر کر
بولا۔

"میں جانتا ہوں۔"

"پھر۔۔۔ پھر تم نے ایسی فضول کوشش کیوں کی؟"
اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے گریبان میں ہاتھ
ڈال کر جھنجھوڑ ڈالے اور وہ اس کی کیفیت سمجھ کر
بےبسی سے بولا۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم مجھے دکھی نہیں دیکھ
سکتیں اور تمہارا صرف یہیں دل لگتا ہے اسی گھر
میں۔"

"ہاں' لیکن تم یہ نہیں جانتے کہ میں ہمیشہ اپنے دل
کی نہیں مانتی۔ جاؤ کہہ دو' بابا اور بی بی سے کہ مجھے
اس گھر میں رہنا منظور نہیں ہے۔" وہ ہمیشہ کی طرح
بہت سنگدلی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"اچھی بات ہے۔" اسے بھی غصہ آ گیا [illegible]
پٹختے ہوئے کمرے سے نکل گیا تو وہ سر پکڑ کر رہ گئی

[illegible]

"... پیچھے مڑ کر سیدھی ہوئی تو ... جھگڑا ہوا ہے۔ لیکن وہ تو ... اور کہنے آیا تھا۔"

"کہہ دیا اس نے جو کہنا تھا۔ کہہ دیا۔" وہ چیخ کر بولی ... اسی حساب سے خوش ہو کر پوچھنے لگی۔

"اچھا کیا کہا۔؟"

"تمہارا ایسے ..."

وہ اسے دھکیل کر کمرے سے نکلی اور پہلے بی بی کے کمرے میں جھانک کر دیکھا پھر لاؤنج میں آئی تو بابا اور بی بی عالیہ" اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے جو اسے دیکھتے ہی ایکدم خاموش ہو گئے۔ لیکن وہ خاموش نہیں رہی البتہ کہنا کچھ اور چاہتی تھی کہہ کچھ گئی۔

"بابا! میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔"

"اپنے گھر۔" انہوں نے حیرت سے پوچھا تو وہ پہلے سٹپٹائی پھر اسی بات پر اڑ گئی۔

"میرا مطلب ہے اسلام آباد۔"

"اسلام آباد۔" وہ دونوں مزید حیران ہوئے۔

"جی۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ میں اب وہیں جا کر رہوں گی۔" وہ اب پرسکون تھی۔

"لیکن بیٹا۔ یہاں شادی۔" بی بی نے نرمی سے کہنا چاہا لیکن وہ فوراً بول پڑی۔

"مجھے شادی نہیں کرنا۔"

بابا نے نہ سمجھنے والے انداز میں بی بی کو دیکھا اور سمجھیں تو وہ بھی نہیں کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے پھر بھی انہیں خاموش رہنے کا اشارا کر کے اس سے

[illegible]

بی بی نے قصداً [illegible] کر کے کہا تو وہ جز بز ہو [illegible] میں آ کر رک گئی کیونکہ فون شموز کے ہاتھ میں تھا اور کیونکہ اس کی طرف پشت تھی اس نے وہ خاموشی سے واپس پلٹنے لگی تھی کہ اپنا نام سن کر پھر رک گئی۔ وہ جانے کس سے کہہ رہا تھا۔

"ثوبیہ کی زندگی میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

"یہ مجھ سے خود اسی نے کہا ہے۔ اور گو کہ میں جانتا ہوں کہ اس نے جھوٹ بولا ہے پھر بھی میں اسے جھٹلاؤں گا نہیں۔"

"بس آپ میرا وہیں انتظام کریں ورنہ ثوبیہ یہاں سے چلی جائے گی اور یہ اس کے لیے اچھا نہیں ہو گا کیونکہ اس گھر کے علاوہ اس کا اور کہیں دل نہیں لگتا۔ ضد میں وہ خود پر جبر تو کر لے گی لیکن میں جانتا ہوں وہ کہیں نہیں رہ سکتی۔"

"ہاں میں اس کے سامنے سے ہٹ جاؤں گا تو پھر شاید وہ یہاں سے جانے کا نہیں سوچے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ بابا سے بات کر لیجئے گا۔"

"خدا حافظ۔" وہ فون رکھ کر پلٹا تب وہ جو نکلنے کے ساتھ بری طرح سٹپٹا گئی اور بھاگنا چاہتی تھی کہ وہ قریب آ کر بولا۔

"تم نے سن لیا ناں میں چلا جاؤں گا۔ تم یہیں رہنا ہمیشہ۔"

"تمہارے بغیر۔" اس کی بے اختیاری نے یک لخت ساری رنجشیں سمیٹ لی تھیں اور وہ جھنجھلائی ضرور لیکن پھر اس کے ساتھ ہنسنے لگی تھی۔

☆